هفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۶ ستمبر ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۴ر



عرفان زمینی، راولپنڈی

(۱)

جہاں پہ تاریکیاں تھیں چھائیں ظلام سارے شباب پر تھے
جو بزمِ رقص و سرود اِدھر تھی تو تاجرِ دیں کھڑے اُدھر تھے
خزاں مسلّط تھی گلستاں پر گلاب و نرگس بھی بے نظر تھے
قمر جو سہمے ہوئے کھڑا تھا، ستارے بے نور و بے اثر تھے

(۲)

جہاں پہ چھائی ہوئی تھی ظلمت، کہیں بھی نُورِ سحر نہیں تھا
اندھیرے ہر جا پہ پک رہے تھے کسی کرن کا گزر نہیں تھا
غضب کی تاریکیوں میں کوئی بھی، چارہ کارِ سفر نہیں تھا
سفال ہر جا پہ بک رہے تھے، کہیں بھی لعل و گہر نہیں تھا

(۳)

کوئی بھی امکاں نہ تھا سحر کا مگر اُجالا تھا آنے والا
چراغِ توحید بجھ چکا تھا کوئی نہیں تھا جلانے والا
نظامِ ملّت بگڑ چکا تھا، نہیں تھا کوئی بنانے والا
مگر یہ ظلمت کدہ جہاں کا ضیا سے تھا جگمگانے والا

(۴)

جو حد سے گزرا یہ حالِ ملّت تو ذاتِ حق کو جلال آیا
سیاہی ٹلنے لگی چمک سے اندھیری شب کو زوال آیا
نظامِ شمس و قمر بھی بدلا، اُفق سے بدرِ کمال آیا
جنونِ ملّت کو ہوش آیا، رخِ خرد پر جمال آیا

(۵)

ہُوا منوّر یہ سارا عالم جہاں سے ظلمت ہوئی گریزاں
چراغِ راہِ حرم بنے ہیں عرب کے صحراؤں کے حُدی خواں
ندا یہ اُمّ القریٰ سے گونجی صنم کدے بھی ہیں جس سے لرزاں
کہ لائے تشریف حضورِ انور، رسولِ اکرمؐ، حبیبِ یزداںؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۹ | جمعۃ المبارک ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۶۰ء | شمارہ ۱۹

تعدد ازدواج

اسلام کے مخالفین نے اسلام کو بدنام کرنے کے لئے جن جن مسائل کو منتخب کیا ہے ۔ ان میں ایک مسئلہ "تعدد ازدواج" کا ہے ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام نے ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت دے کر ان مخالفین کے خیال میں فطرت کے خلاف اور صنف نازک پر ظلم کیا ہے ۔ مخالفین سے کیا... گلہ شکوہ ہو سکتا ہے ۔ وہ تو... ہیں ہی مخالف ۔ مگر اپنوں نے بیگانوں کے پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر جو پارٹ ادا کیا ہے ۔ وہ کسی طرح ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں ہے ۔ مثلاً یہ بات کہ "اگر مردوں کو چار بیویوں کی اجازت ہے تو عورتوں کو بھی چار مردوں تک شادی کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے" ایسے لوگوں کو تعلیم کا دعوٰے تو ہوتا ہے ۔ لیکن حقیقی علم سے وہ بے بہرہ ہوتے ہیں ۔

ا ۔ اسلام فطری مذہب ہے ۔ وہ فطری قوانین کو بروئے کار لاتا اور ان کی حفاظت کرتا ہے ۔ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ۔

سوروں کی مثال پر اگر اکتفا نہ کیا جائے تو کتے بھی جہاں تک ہو سکے ۔ کتیا پر دوسرے کتے کو قابو پانے نہیں دیتے ۔ چڑیاں جب گھونسلے بناتی اور انڈے دیتی ہیں ۔ مجال کیا کوئی دوسرا چڑا اس کے گھونسلے کے قریب آ پھٹکے ۔

ب ۔ آج غیر عورتوں کی خاطر اکثر آدمیوں میں لڑائی بلکہ خونریزی تک نوبت پہنچ جاتی ہے تو جس عورت میں حقوق شریک ہوں اس کے سلسلہ میں اس کے شرکاء میں قتل و مقاتلہ ہونا زیادہ قرینِ قیاس ہے ۔ پھر یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے خلاف دنیا کی تمام قومیں اور تمام مذاہب متفق ہیں ۔ ایسا کون سا فرقہ یا آدمی ہے جو ایک عورت کے لئے زیادہ مردوں کی تجویز سے اتفاق کرتا ہے ۔ پھر ایسے مسلمہ اصول کو متنازع مسئلہ کی نظیر بنانا ہی حماقت ہے ۔

ج ۔ ان مدعیانِ علم نے باوجود قانونِ قدرت کی رٹ لگانے کے کبھی یہ نہیں سوچا کہ رشتۂ ازدواج نسلِ انسانی کو باقی رکھنے کے لیئے ہے ۔ مانا کہ بھوک پیاس کی طرح صنفی تقاضے بھی فطرت میں داخل ہیں ۔ مگر جیسے کھانے پینے کی خواہش انسانی ضمیر میں اس لیئے رکھی گئی ہے کہ انسان کی زندگی باقی رہ سکے ۔ اسی طرح صنفی خواہش اس لیئے رکھی گئی ہے کہ نسل انسانی باقی رہ سکے ۔ اگر یہ خواہش نفرت سے بدل جائے ایک پشت کے بعد ہی انسان دنیا سے ناپید ہو جائے ۔ بہر حال "ازدواجی رشتے کا اولیں اور اصلی مقصد اولاد ہوتی ہے ۔ ایک سے زیادہ خاوند ہونے کی شکل میں اولاد کس کی ہوگی ۔ اس کا تعین انسانی احاطہ علم و قدرت سے باہر ہے ۔ اور ہو سکتا ہے کہ دو خاوندوں میں بچے کے سلسلہ میں خونریزی ہو جائے بہر حال یہ اعتراض کہ اگر مردوں کو ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت ہے تو عورتوں کو کیوں نہیں ۔ عقل و خرد سے کوئی تعلق نہیں رکھتا ۔

ح ۔ ہاں اگر آپ کو اسلام سمجھنے میں دھوکہ ہو رہا ہے تو آپ بے شک یہ سمجھنے کی کوشش کر سکتے ہیں کہ ایک سے زیادہ شادیاں کرنیکی اجازت ہے یا نہیں اور اگر ہے تو اس میں کیا مصلحت ہے ۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن پاک نے تصریح کی ہے کہ ایک سے زیادہ نکاح کیئے جا سکتے ہیں ۔ قرآن کا یہی مفہوم چودہ سو سال تک کے مسلمانوں نے سمجھا اور اسی پر عمل کیا ۔ البتہ پہلے لاتعداد عورتوں کو نکاح میں لایا جا سکتا تھا ۔ مگر اسلام نے اس کی آخری حد چار تک مقرر کر دی ۔ پہلے اس میں کوئی قید نہ تھی ۔ اسلام نے اس اجازت کو بیویوں میں عدل و انصاف قائم رکھنے اور ان کے حقوق کو پورا کرنے کی شرط سے مشروط کر دیا ۔ چنانچہ کلام الٰہی کی تصریح فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً "پس اگر تمہیں ڈر ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے ۔ تو تو پھر ایک ہی سے نکاح کرو ۔

ھ ۔ اب بحث صرف یہ رہ گئی کہ آیا انسانی فطرت و ضرورت کے لحاظ سے اس کی اجازت ہونی چاہیے کہ جب ضرورت ہو دوسرا نکاح کر لیا جائے ۔ سو اسلام نے اسکی اجازت دی ہے ۔ اسلام انسانی کیریکٹر کی حفاظت چاہتا ہے ۔ اور وہ مُتعیّنہ طریقہ اور مقررہ محل کے بغیر کھلی اجازت نہیں دیتا کہ ضرورت ہو تو جہاں بھی ہو ۔ مطلب براری کر لو ۔ اس سے عام بیباکی اور گناہ کا دروازہ کھلتا ہے ۔

پھر کون عقلمند اس سے انکار کر سکتا ہے کہ بعض اوقات بیوی سے اولاد نہیں ہوتی ۔ جس کی وجہ سے اصل مقصد ازدواج ضائع ہوتا ہے اور اگر دوسری شادی کی اجازت نہ ہوتی تو مرد کے جذبات اور آرزوؤں کا کتنا خون ہوتا ۔ پھر بھی اسلام نے یہ رعایت کی ہے کہ دوسرے نکاح کو ضروری قرار نہیں دیا ۔ اگر بیوی خاوند کے باہمی تعلقات اور شدت انس و محبت اس کی اجازت نہیں دیتے تو شریعت مجبور نہیں کرتی ۔ اسی طرح بیوی کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہے ۔ جس کی وجہ سے حقوق زوجیت کی ادائیگی ناممکن ہو جائے تو بے وفائی کر کے اس سے قطع تعلق کر کے اسلام نے دوسری شادی کی اجازت دی ہے ۔ اگر بچہ جننے کے بعد چالیس دن تک یا ہر ماہ دس دن تک ایک مرد اپنی پیدائشی ساخت اور قدرتی تقاضے کے تحت گناہ

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

جمعہ کی خاص ساعت کا وقت

عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التمسوا الساعۃ التی ترجی فی یوم الجمعۃ بعد العصر الی غیبوبۃ الشمس (رواہ الترمذی)

ترجمہ حضرت انس رضؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تلاش کرو اس ساعت کو جس میں دعا کی قبولیت کی امید ہے۔ جمعہ کے دن عصر کے بعد سے آفتاب کے غروب ہونے تک

جمعہ کے فضائل

عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی قالوا یا رسول اللہ وکیف تعرض صلوتنا علیک وقد ارمت قال یقولون بلیت قال ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ والدارمی والبیہقی فی الدعوات الکبیر۔

ترجمہ۔ حضرت اوسؓ بن اوس کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے دنوں میں بہترین دن جمعہ کا دن ہے۔ جمعہ ہی کے دن آدمؑ کو پیدا کیا گیا اور جمعہ ہی کے دن ان کی روح قبض کی گئی اور جمعہ ہی کے دن صور پھونکا جائے گا اور جمعہ ہی کے دن نفخہ ہوگا یعنی تمام مخلوقات کی موت۔ پس اس روز تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ اس لئے کہ تمہارے درود میرے سامنے پیش کئے جائیں گے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہمارے درود آپ کے حضور میں کیونکر پیش کئے جائیں گے حالانکہ آپؐ کی ہڈیاں بوسیدہ ہو گئی ہوں گی آپؐ نے فرمایا خداوند تعالے نے زمین پر انبیاء کے اجسام کو حرام کر دیا ہے۔ یعنی۔ یعنی زمین ان میں کوئی تصرف نہیں کر سکتی۔

جمعہ کی فضیلت کا بیان

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیوم الموعود یوم القیمۃ والیوم المشھود یوم عرفۃ والشاھد یوم الجمعۃ وما طلعت الشمس ولا غربت علی یوم افضل منہ فیہ ساعۃ لا یوافقھا عبد مؤمن یدعو اللہ بخیر الا استجاب اللہ لہ ولا یستعیذ من شیء الا اعاذہ منہ رواہ احمد والترمذی وقال ھذا حدیث غریب لا یعرف الا من حدیث موسی بن عبیدۃ وھو یضعف

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دن موعود قیامت کا دن ہے اور دن مشہود عرفہ کا ہے اور شاہد جمعہ کا دن ہے آفتاب کسی دن طلوع و غروب نہیں ہوتا جو جمعہ کے دن سے بہتر ہو۔ جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے۔ جس کو بندۂ مومن پائے۔ اور خدا سے اس میں دعا کرے تو خدا اس دعا کو قبول کر لیتا ہے اور جس چیز سے پناہ مانگے۔ اللہ اس سے پناہ دیتا ہے۔ احمد۔ ترمذی۔ یہ حدیث غریب ہے

عن ابی لبابۃ بن عبد المنذر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یوم الجمعۃ سید الایام واعظمھا عند اللہ وھو اعظم عند اللہ من یوم الاضحی ویوم الفطر فیہ خمس خلال خلق اللہ فیہ آدم واھبط اللہ فیہ آدم الی الارض وفیہ توفی اللہ آدم وفیہ ساعۃ لا یسئل العبد فیھا شیئا الا اعطاہ مالم یسئل حراما وفیہ تقوم الساعۃ ما من ملک مقرب ولا سماء ولا ارض ولا ریاح ولا جبال ولا بحر الا ھو مشفق من یوم الجمعۃ رواہ ابن ماجۃ وروی احمد عن سعد بن معاذ ان رجلا من الانصار اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اخبرنا عن یوم الجمعۃ ماذا فیہ من الخیر قال فیہ خمس خلال وساق الی آخر الحدیث

ترجمہ حضرت ابو لبابہ بن عبدالمنذرؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کا دن خدا کے نزدیک دنوں کا سردار اور ایک بڑا دن ہے۔ اور خدا کے نزدیک اس کی عظمت عید الفطر اور عید الضحٰی کے دنوں سے بھی زیادہ ہے۔ جمعہ کے دن میں پانچ باتیں ہیں خدا نے آدمؑ کو اسی دن پیدا کیا اور اسی روز ان کو زمین پر پھینکا گیا اور اسی روز انہوں نے وفات پائی اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے۔ جس میں اگر بندہ کسی چیز کی دعا کرے۔ خدا وہ چیز اس کو عطا فرما دیتا ہے۔ جب تک کہ کسی حرام چیز کا سوال نہ کرے اور اسی روز قیامت قائم ہوگی۔ ابن ماجہ

اور احمدؒ نے سعد بن معاذؓ سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم کو جمعہ کے دن کے حال سے آگاہ کیجئے۔ یعنی اس کی بھلائیوں سے۔ آپؐ نے فرمایا جمعہ کے اندر پانچ باتیں ہیں آخر حدیث تک۔

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو ذکر الہی کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ تمہارے لئے یہی بات بہتر ہے۔ اگر تم علم رکھتے ہو۔ (سورہ جمعہ)

خطبہ یوم الجمعہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:

کن لوگوں پر کن بد اعمالیوں کے باعث خدا تعالیٰ کی لعنت پڑتی ہے

اس کے شواہد

پہلا شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (سورۃ البقرہ ع ۱۹ پ ۲)۔ ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ان کھلی کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کر دیا ہے اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں۔ کہ ہم نے ان لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور ظاہر کر دیا۔ پس یہی لوگ ہیں کہ میں انکی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بڑا توبہ کرنے والا نہایت رحم والا ہوں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح اس پر حاشیہ لکھتے ہیں۔ اس سے مراد ہیں یہود کہ توریت میں جو آپ کی تصدیق تھی اس کو اور تحویل قبلہ وغیرہ امور کو چھپاتے تھے اور جس نے غرض دنیا کے واسطے اللہ کے حکم کو چھپایا۔ وہ سب اس میں داخل ہیں۔ لعنت کرنے والے یعنی جن و انس و ملائکہ بلکہ اور سب حیوانات کیونکہ ان کی حق پوشی کے وبال ہیں جب عالم کے اندر قحط، وبا اور طرح طرح کی بلائیں پھیلتی ہیں تو حیوانات بلکہ جمادات تک کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور سب ان پر لعنت کرتے ہیں۔

دوسرا شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ ع ۱۹ پ ۲)۔ ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے انکار کیا اور انکار ہی کی حالت میں مر بھی گئے۔ تو ان پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں اور سب لوگوں کی بھی۔ وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا۔ اور نہ مہلت دیئے جائیں گے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

اس سے مراد ہیں یہود کہ توریت میں جو آپ کی تصدیق تھی اس کو اور تحویل قبلہ وغیرہ امور کو چھپاتے تھے اور جس نے غرض دنیا کے واسطے اللہ کے حکم کو چھپایا۔ وہ سب اس میں داخل ہیں۔ لعنت کرنے والے یعنی جن و انس و ملائکہ اور سب حیوانات۔ کیونکہ انکی حق پوشی کے وبال ہیں جب عالم کے اندر قحط وبا طرح طرح کی بلائیں پھیلتی ہیں تو حیوانات بلکہ جمادات تک کو تکلیف ہوتی ہے اور سب ان پر لعنت کرتے ہیں۔

تیسرا شاہد

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ خٰلِدًا فِیْھَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ النساء ع ۱۳ پ ۵) ترجمہ۔ اور جو کوئی مسلمان کو جان کر قتل کر دے اسکی سزا دوزخ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیگا اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے۔ اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

مسلمان

کا فرض ہے کہ جب غصہ آئے اور کسی مسلمان کو قتل کرنے کیلئے ارادہ ہو جائے۔ تب اس آیت کا مفہوم سامنے رکھ لے کہ اس مقتول کو قتل کرنے سے مجھے یہ سزا ہوگی۔ جب اپنی موت کا یہ نقشہ سامنے آئے گا انشاء اللہ تعالےٰ طبیعت سنبھل جائیگی اور اغلب یہی ہے کہ قتل نہیں کریگا و ما علینا الا البلاغ

چوتھا شاہد

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ھٰٓؤُلَآءِ اَھْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ نَصِیْرًا ۝ (سورۃ النساء ع ۸ پ ۵) ترجمہ۔ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا۔ جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا۔ وہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کافروں سے یہ کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ راہ راست پر ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن پر اللہ کی لعنت ہے اور جس پر اللہ لعنت کرے تو اس کا کوئی مددگار نہیں پائیگا۔

لعنت الٰہی

کا یہ نتیجہ ہے کہ باوجود کتاب الٰہی کے حامل ہونے کے پھر یہ رائے رکھتے ہیں کہ مسلمانوں سے کافر اچھے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۝

پانچواں شاہد

وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ غُلَّتْ اَیْدِیْھِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ یَدٰہُ مَبْسُوْطَتٰنِ یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ ط وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا ط وَاَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَھَا اللّٰہُ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا ط وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ۝ (سورۃ المائدہ ع ۹ پ ۶)۔ ترجمہ۔ اور یہود کہتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے۔ انہیں کے ہاتھ بند ہوں اور ان کو اس کہنے پر لعنت ہے۔ بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح خرچ کرتا ہے۔ جو کلام تیرے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے۔ وہ ان میں سے اکثر لوگوں کی سرکشی اور کفر میں زیادتی کا باعث بن گیا اور ہم نے ان کے درمیان قیامت تک عداوت، اور دشمنی ڈال دی ہے جب لڑائی کے لیئے آگ سلگاتے ہیں تو اللہ اس کو بجھا دیتا ہے۔ یہ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد مرحوم اس آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت اہل کتاب کے قلوب ان کی شرارت، کفر و طغیان، بدکاری۔ حرامخوری وغیرہ کی ممارست سے اس قدر مسخ ہو گئے تھے کہ بارگاہ ربوبیت میں گستاخی کرنے سے بھی ان کو کچھ باک نہ ہوتا تھا۔ خداوند قدوس کا رتبہ انکے ہاں ایک معمولی حیثیت سے زیادہ نہ رہا تھا۔ حق تعالےٰ کی جناب میں بے تکلف ایسے واہی تباہی کلمات بک دیتے تھے جنہیں سن کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ کبھی یہ الفاظ منہ سے نکالتے۔ یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ (خدا کا ہاتھ بند ہو گیا۔ اس سے مراد یا تو وہی ہو گی۔ جو اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ سے تھی کہ خدا تعالےٰ معاذ اللہ تنگ دست ہو گیا۔ اس کے خزانہ میں کچھ رہا نہیں اور یا غَلِّ یَدٌ کنایہ بخل اور امساک سے ہو۔ یعنی تنگدست تو نہیں مگر آج کل بخل کرنے لگا ہے (العیاذ باللہ) بہر حال کوئی معنی ہو۔ اس کلمۂ کفر کا منشا یہ تھا کہ جب تمرد و طغیان کی پاداش میں حق تعالیٰ نے ان ملاعین پر ذلت و نکبت، ضیق عیش، بد حالی اور تنگ میدانی مسلط فرما دی تو بجائے اس کے کہ اپنی سیہ کاریوں اور شرارتوں پر متنبہ اور نادم ہوتے۔ اُلٹے حق تعالےٰ کی جناب میں گستاخیاں کرنے لگے شاید یہ خیال ہوا ہوگا کہ ہم تو پیغمبروں کی اولاد بلکہ خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے تھے۔ پھر یہ کیا معاملہ ہونے لگا کہ آج نبی اسماعیل تو دنیا میں پھیلتے جا رہے ہیں۔ زمینی فتوحات اور آسمانی برکات ان پر کشادہ کر دی گئی ہیں اور ہم بنی اسرائیل کہ خدا صرف ہمارا اور ہم اس کے تھے اس طرح ذلیل و مغلوب اور تنگ حال ہو کر دربدر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ ہم تو وہی بنی اسرائیل کی اولاد اور اپنا ابناء اللہ و احباؤہ آج بھی ہیں جو پہلے تھے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ جس خدا کے ہم اولاد اور محبوب تھے (معاذ اللہ) اس کے خزانہ میں کمی آ گئی۔ یا آج کل بخل و امساک نے اس کا ہاتھ بند کر دیا ہے احمق اتنا نہ سمجھے کہ حق تعالےٰ کے خزائن تو لامحدود اور اسکے کمالات غیر متبدل اور غیر متناہی ہیں۔ اگر معاذ اللہ اس کے خزانہ میں کچھ نہ رہتا یا مخلوق کی تربیت و اعانت سے وہ ہاتھ کھینچ لیتا تو دنیا کا نظام کس طرح قائم رہ سکتا تھا۔ اور جو عروج و فروغ پیغمبر علیہ السلام اور ان کے رفقاء کا تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ یہ کس کے خزانے اور دستِ کرم کا رہین منت ہوتا لہذا تم کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کا ہاتھ بند نہیں ہوا۔ البتہ گستاخیوں اور شرارتوں کی نحوست سے خدا کی جو لعنت اور پھٹکار تم پر پڑی ہے اس نے تمہارے حق میں خدا کی زمین باوجود وسعت کے تنگ کر دی ہے اور آیندہ اور زیادہ تنگ ہونیوالی ہے اپنی تنگ حالی کو خدا کی تنگدستی سے منسوب کرنا تمہاری انتہائی سفاہت ہے۔ مولانا مرحوم کا حاشیہ یہاں ختم ہوا ہے

شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا حاشیہ

یہ یہود میں بولنا رواج تھا کہ اللہ کا ہاتھ بند ہوا۔ یعنی ہم پر روزی تنگ ہوئی۔ یہ کفر کا لفظ ہے۔ فرمایا۔ کہ اللہ کا ہاتھ کبھی بند نہیں۔ دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ قہر کا اور مہر کا۔ تم پر اب قہر کا ہاتھ کھلا۔ مہر کا اوروں پر۔

اور فرمایا کہ اللہ نے ان میں اتفاق نہیں رکھا۔ جب آگ سلگاتے ہیں لڑائی کو یعنی فتنہ انگیزی کرتے ہیں کہ آپس میں سب کو ملا کر مسلمانوں سے لڑیں۔ وہ اللہ بجھا دیتا ہے۔ آپس میں پھوٹ جاتے ہیں۔

چھٹا شاہد

اِنَّ اللّٰہَ لَعَنَ الْکٰفِرِیْنَ وَاَعَدَّ لَھُمْ سَعِیْرًا۝ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ج لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا۝ یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا۝ رَبَّنَآ اٰتِھِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا۝ (سورۃ الاحزاب ع ۸ پ ۲۲)

ترجمہ۔ بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہینگے نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ مددگار جس دن ان کے منہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے۔ اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے

ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

ساتواں شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝ (سورۃ الاحزاب رکوع ۷، پارہ ۲۲)۔ تحقیق وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ ان پر اللہ نے دُنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان پر ذلت کا عذاب تیار کیا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رح تحریر فرماتے ہیں۔ اوپر مسلمانوں کو حکم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذأ کا سبب نہ بنیں۔ بلکہ انکی انتہائی تعظیم و تکریم کریں۔ جس کی ایک صورت صلٰوۃ و سلام بھیجنا ہے۔ اب بتلایا کہ اللہ اور رسول کو ایذا دینے والے دنیا و آخرت میں ملعون و مطرود اور سخت رسواکن عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اللہ کو ستانا یہی ہے کہ اس کے پیغمبروں کو ستائیں یا اس کی جناب میں نالائق باتیں کہیں۔

آٹھواں شاہد

وَیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰہِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَیْھِمْ دَآئِرَۃُ السَّوْءِ ج وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَلَعَنَھُمْ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَھَنَّمَ ط وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝ (سورۃ الفتح ع ۱۔ پ ۲۶۔) ترجمہ۔ اور "تاکہ منافق مردوں اور عورتوں کو عذاب دے۔ جو اللہ کے بارے میں بُرا گمان رکھتے ہیں۔ انہیں پر بری گردش ہے۔ اور اللہ نے ان پر غضب نازل کیا۔ اور ان پر لعنت کی اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ منافق مرد اور عورتیں۔ مشرک مرد اور مشرک عورتیں چار قسموں کے لئے غضب الٰہی اور لعنت الٰہی اور دوزخ میں داخل ہونے میں ایک جیسے ہوں گے۔

منافق

وہ ہے کہ کسی دنیاوی مصلحت کی بنا پر مسلمان کہلاتا ہے۔ ورنہ دل میں کافروں کی طرح حقیقت میں کافر ہی ہوتا ہے۔ اس لئے انجام کار میں دونوں ہی دوزخ میں داخل کئے جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ چونکہ عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ وہ ہر ایک شخص کو جانتا ہے۔ کہ یہ اصلی اور کھرا مسلمان ہے۔ یا بظاہر مسلمان اور دل میں بے ایمان ہے

نواں شاہد

وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَھَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا ط قَالُوْا نَعَمْ ج فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَھُمْ اَنْ لَّعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَیَبْغُوْنَھَا عِوَجًا وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ کٰفِرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۵ پ ۸) ترجمہ۔ اور بہشت والے دوزخیوں کو پکاریں گے کہ ہم نے وعدہ سچا پایا جو ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا۔ آیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا وہ کہیں گے ہاں۔ پھر ایک پکارنے والا ان کے درمیان پکارے گا۔ کہ ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ جو اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔ اور اسے ٹیڑھا کرنا چاہتے تھے۔ اور آخرت کے منکر تھے۔ وما علینا الا البلاغ۔

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

سے نہیں بچ سکتا تو سوسائٹی کو گندہ کرنے کی بجائے اسلام اس کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

یہ یقینی بات ہے کہ ہزاروں میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں اور مشاہدہ اس کی تصدیق کرتا ہے۔ اور معترضین کا عمل بھی اس پر گواہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ہوتے ہوئے دوسروں کی عورتوں پر ہاتھ ڈالتے اور مستوں کے ساتھ منہ گشت کرتے ہیں اپنے انسانی اور اسلامی فرائض تک کا خیال نہیں کرتے

تو۔ یہ اعتراض کرنے والے بزرگ کون ہوتے ہیں۔ جن کی بیوی رات کے دو بجے تک دروازے کو تکتی رہتی ہے میاں کلبوں۔ سینماؤں اور ناچ گھروں میں داد عیش دینے اور کسی نہ کسی نئی مس سے محبت کی پینگیں بڑھانے میں مصروف ہوتے ہیں۔ ان کو حلال کی دوسری بیوی پر اعتراض ہے۔ مگر حرام کی ان "تازہ تازہ" جعلی بیویوں پر اعتراض نہیں ہے۔ یہ ہر جائی خاوند روزانہ نئی لیڈیوں کی تاک میں لگے رہتے ہیں۔

دوسری شادی کسی وجہ سے بھی ہو ہزاروں میں سے کوئی ایک کرتا ہے۔ مگر معترضین کا طبقہ سو فی صدی روزانہ حرام شادیاں کرتا رہتا ہے۔ جسکی زیادہ تفصیل کی تہذیب اجازت نہیں دیتی۔

ذ۔ ہمیں اعتراف ہے۔ بنگلوں اور کوٹھیوں میں بیٹھ کر سوچنے والوں کو یہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آسکتا جو اپنی لڑکیوں کے لئے بہتر سے بہتر شوہر قیمتہً خرید سکتے ہیں۔ ذرا ان گھرانوں کی خبر لیجئے۔ جہاں دو دو چار چار جوان بیٹیاں عمر کا بڑا حصہ بتا چکی ہیں۔ انکی غریب ماؤں کے دل سے پوچھیئے جو دوسرے گھروں کی لڑکیوں کی جھولیاں اولاد سے بھری دیکھتی اور اپنی بیٹیوں کی ڈھلتی جوانی پر ایک سرد آہ کھینچ کے رہ جاتی ہیں۔ آپ ذرا ان ملکوں کی سیر کریں۔ اور ان گھرانوں میں جائیں۔ جہاں کے مرد ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں جنگ میں لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔ ان کی جوان بیویوں کا سہاگ لٹ چکا ہے۔ ابھی انہوں نے بہارستان زندگی میں قدم رکھا ہی تھا کہ باد خزاں نے ان کلیوں اور پنکھڑیوں کو مرجھا دیا۔ اب کوئی ان کا پرساں حال نہیں ہے۔ اسلام کے فطری قوانین کا انکار کرنے والوں کو سزا بھگتنی پڑ رہی ہے۔ آج ان ملکوں میں عورتوں کے ریوڑ کے ریوڑ ضروریات زندگی اور سر چھپانے کی جگہ سے محروم اور روٹی کو ترس رہے ہیں اور ظالم مرد ان کی اس بے لبسی سے بہیمانہ فائدہ اٹھاتے ہوئے سوسائٹی کے اخلاق اور انسانیت کو تباہ کر رہے ہیں۔

مجلسِ ذکر منعقدہ ۱۵ ربیع الاوّل ۱۳۸۰ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدوم ومنادم مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بقیہ روحانی امراض

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡد

آپ کو اس مجلس میں شریک ہونے کے باعث مبارک باد دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مجلس میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ لاہور کے گردونواح میں اتنا بڑا حلقۂ ذکر کہیں نہیں ہوتا جتنا حلقۂ ذکر وسیع ہوگا۔ اتنا ہی خدا کی رحمت نازل ہو گی۔ ذکر الٰہی کرنے والی مجالس کی تلاش میں اکثر ملائکہ عظام گلی کوچوں بازاروں میں پھرتے رہتے ہیں۔ وہ حدیث شریف بارہا سنا چکا ہوں۔ چونکہ ہر مجلس میں بعض احباب نئے ہوتے ہیں۔ اس لئے بار بار دُہرانی پڑتی ہے۔ تاکہ اس خوشخبری سے آپ کو بھی حصّہ مل جائے مفہوم یہ ہے۔ کہ ذکر الٰہی کرنیوالی جماعت کے گرد فرشتے گھیرا ڈال لیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے چڑھتے آسمانِ دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ اس حدیث شریف کے آخر میں اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے مکالمہ کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ آپ کو مبارکباد ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاص سے شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

بعض احباب لاہور سے ۴۰۔ ۴۵ میل دُور دراز کا سفر طے کر کے ہر جمعرات کو تشریف لاتے ہیں۔ اور وہ دوزخ سے بچنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص سے مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آپ کو معلوم ہے کہ چار جمعوں سے امراض روحانی سے شفایاب ہونے کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ اور وہ امراض روحانی ایسے ہیں کہ پتہ نہیں لگتا۔ نظر نہیں آتے۔ علماء کرام کی صحبت میں علمی طور پر تو معلوم ہو جاتے ہیں۔ مگر قال حال نہیں بنتا۔ میں نے بھی طالب علمی کے زمانہ میں درس نظامی کی تمام کتابیں پڑھی ہوئی ہیں۔ منطق۔ فقہ اور حدیث کی تمام کتابیں اپنے اساتذہ سے پڑھی ہیں۔ وہاں ان روحانی امراض سے عبور تو ہوتا ہے۔ لیکن پتہ نہیں چلتا۔

مثال کے طور پر حدیث شریف میں آتا ہے:۔

اِنَّ الۡحَسَدَ یَأۡکُلُ الۡحَسَنَاتِ کَمَا تَأۡکُلُ النَّارُ الۡحَطَبَ۔

ترجمہ۔ بیشک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ کیا کتابوں کے پڑھنے سے حسد نکل جاتا ہے؟ ریا سے پاک ہو جاتا ہے! یا کبر نکل جاتا ہے؟ نہیں۔ علم عالم کی صحبت میں پڑھا جاتا ہے۔ مگر اصلاح نہیں ہوتی۔ کسی ہادی کے پاس بیٹھنے سے وہ متنبہ کرتا ہے۔ مجھے اب تک یقین نہیں ہے کہ آپ امراض روحانی سے شفایاب ہو گئے ہیں۔ تعلیم الگ چیز ہے اور تزکیہ الگ چیز ہے۔ تعلیم کا فرض علماء کرام بجا لاتے ہیں۔ اور باطن پاک ہو جائے۔ اور کوئی روحانی مرض رہنے نہ پائے۔ یہ تو اہل اللہ کرتے ہیں۔

بار بار جو تاکید کرتا ہوں۔ مقصد یہ ہے۔ کہ قال آپ کا حال ہو جائے۔

حاسد اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے۔ کہ اُس نے یہ نعمت مجھے کیوں نہیں دی دوسرے کو کیوں دی۔

علمائے کرام جانتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بڑا خطرہ چھوٹا شرک یعنی ریا فرمایا ہے اور ریا علماء میں بھی پایا جاتا ہے۔ کتابیں پڑھنے سے ریاء نکلتا نہیں وہ ہادی سکھاتا ہے۔ جب میں عورتوں مردوں کو بیعت کرتا ہوں تو کہتا ہوں اللہ کا ذکر بعد میں کرنا۔ پہلے چار چیزیں دل و دماغ سے نکال لینا۔ یعنی نہ زمین رہے نہ آسمان۔ نہ انسان رہے نہ شیطان۔ ایک اللہ تعالیٰ کی ذات باقی رہے۔ سب چیزیں فنا ہو جائیں۔ پھر کہو اللہ ہو۔ یہ پہلا سبق ہوتا ہے۔ یہاں تو روزِ اوّل توحید کا سبق دیا جاتا ہے۔ تعلیم تو علماء کرام سے حاصل کرنی پڑتی ہے اور تزکیہ اولیاء کرام سے کرانا پڑتا ہے۔ دعا کرتا ہوں۔ کہ جن علماء کرام کی برکت سے ہم نے علم سیکھا اللہ تعالیٰ اُن کی قبروں کو بہشت کا باغ بنائے۔ اور ان صوفیائے عظام کی قبروں کو بھی بہشت کا باغ بنائے کہ ان کی صحبت کی برکت سے تزکیہ کی نعمت ملی۔

حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سردی کے موسم میں عشاء کی نماز پڑھ کر دورہ حدیث شریف پڑھنے بیٹھتے تھے تو صبح صادق ہو جاتی تھی۔

یاد رکھو امراض روحانی سے شفایاب ہو کر نہ گئے تو قبر یقیناً دوزخ کا گڑھا بنے گی۔ اگر حسد سے پاک نہ ہوئے تو جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ اسی طرح حسد نیکیوں کو برباد کر جائیگا۔ آدمی تربیت یافتہ نہ ہو۔ تو قدم قدم پر ریاء آتا ہے۔ پہلے زمانے میں سپاہی کے دو ہتھیار ہوتے تھے۔ ایک تلوار اور دوسری ڈھال۔۔۔ مقرر جب تقریر کرتا ہے تو یہ تلوار ہے کہ کفر کی گردن پر چلاتا ہے اور شیطان دل میں ریاء ڈالتا ہے۔ یہ اللہ والے سکھاتے ہیں کہ شیطان کا وار کس طرح اخلاص کی ڈھال پر روکا جائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دنیا سے شفایاب ہو کر لیجائے۔ اگر شفایاب ہو کر جائینگے تو نجات ہو جائیگی۔ پتہ تو تب چلے گا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نیکیاں قبول ہوئی ہیں یا نہیں۔ اگر نیکیاں قبول نہ ہوئیں اور حسد کبر ریاء وغیرہ بیماریوں سے شفایاب ہو کر دنیا سے نہ گئے تو پھر قبر میں عذاب بھگت کر خدا تعالیٰ کی رحمت سے ان امراض سے پاک ہونگے اور جنّت میں داخلہ ملیگا۔ کبر ایک پلیدی ہے۔ ریاء ایک پلیدی ہے اور حسد بھی پلیدی ہے کیا اللہ تعالیٰ نے ریا کاروں۔ متکبّرین اور حساد کیلئے بہشت بنایا ہے؟ یا مشرکین کیلئے بہشت بنایا ہے؟۔ نیک اُسے کہتے ہیں کہ جس میں یہ بیماریاں نہوں۔ بیعت ہونیوالوں سے یہ عہد لیا کرتا ہوں کہ (۱) نماز پانچ وقت ادا کرو۔ (۲) ذکر الٰہی (حسب ترکیب) کیا کرو۔ تیسری چیز یہ بتایا کرتا ہوں۔ کہ کسی انسان کو دُکھ نہ پہنچانا۔ اگر پہلے پہنچایا ہے۔ تو اب توبہ کر لو۔ آئندہ نہ کرنا مسلمان کامل وہ ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور مخلوق خدا بھی راضی ہو۔ باقی سب کھوٹے ہیں۔ براہِ راست خدا تعالیٰ کو راضی رکھنے کیلئے اسکی عبادت کرو۔ اور اس کی مخلوق کو دُکھ نہ پہنچاؤ۔ اگر اللہ کے بندوں کو ستاؤ گے تو بھی خدا تعالیٰ ناراض ہو گا اور جہنم میں ڈال دیگا۔

چار سابقہ بیماریاں دُہرائی ہیں۔ اگر ان بیماریوں سے شفایاب نہ ہوئے تو ایک ایک بیماری کیلئے عذاب میں مبتلا ہونا پڑیگا۔ آج دو نئی بیماریاں ذکر کرتا ہوں:۔ (۱) اسراف اور دوسری بخل۔

اسراف کے معنی حد سے زیادہ خرچ کرنا

اور بخل کے معنی ہیں کہ بجا خرچ کرنے سے بھی گریز کرنا۔

اسراف کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ مال دے اور یہ اسکو بے جا اڑائے۔ دنیادار لوگ بیاہ شادی کے موقعوں پر دنیاداروں کو ریاکاری کے طور پر زردہ پلاؤ قورمہ کی پلیٹیں بھر بھر کر کھلاتے ہیں۔ بعض علماء کی بیٹیوں کی شادیاں بھی میں نے دیکھی ہیں۔ بڑی دھوم دھام۔ ہیں تو مہاجر مگر قطار در قطار لوگ آ رہے ہیں اور کھا رہے ہیں۔ لاہوریوں کی عادت ہے کہ برات میں چار چار سو آدمیوں کو ساتھ لاتے ہیں۔ چارسو آدمیوں کے لئے کرسیاں میزیں کا انتظام۔ زردہ پلاؤ قورمہ کی دیگوں کا بندوبست۔ بیچارے لڑکی والوں کا تو ستیاناس ہو گیا۔ اس کو کہتے ہیں اسراف۔ جبتک اللہ والوں کی صحبت میں نہ جائیں تنبیہ نہیں ہوتی۔ حسب توفیق رضاءالٰہی کے لئے دعوت ولیمہ کرنا سنت ہے۔ مگر اسمیں ناموری کے لئے اسراف نہ ہونے پائے۔ اکثر آدمی ان امراض میں مبتلا ہیں۔ عورتیں کہتی ہیں کہ برات کے ساتھ باجا نہ ہو تو لوگ کہیں گے،

جنازہ جا رہا ہے کہ برات جارہی ہے۔ بعض دنیادار تو دو دو قسم کے بینڈ باجے بجواتے ہیں بعض عورتیں کہتی ہیں۔ ہائے ہائے ان میں گھوڑی کی رسم بھی نہیں ہے۔ دولہا پیدل آیا ہے۔ اور دولہا کے سر پر سہرا نہ ہو۔ تو بدشگونی خیال کرتی ہیں۔ ان سب فضولیات میں روپیہ خرچ کرنا اسراف ہے اور گناہ کا سبب ہے۔

خلاف پیمبرؐ کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

بخل بھی ایک روحانی بیماری ہے۔ یعنی بجا خرچ کرنے کی جگہ خرچ نہ کرنا۔ ضرورت کی جگہ پر دس ہزار خرچ کرنا بھی ثواب ہے اگر بہو بیمار ہے۔ بیوی یا بیٹی بیمار ہے تو ان کے علاج معالجہ پر جتنا بھی خرچ کیا جائے وہ بجا ہے۔ اور یہ نیکی ہے۔

آج دو۲ نئی بیماریوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسراف یہ بھی گناہ ہے۔ اور بخل بھی گناہ ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو بخل اور اسراف سے بھی بچائے۔ اور سب روحانی امراض سے شفایاب کرکے دنیا سے لے جائے۔ دنیا میں ایک بار بھیجتا ہے۔ بار بار نہیں بھیجتا۔ اگر خدا نخواستہ دنیا میں شفا نہ پائی تو پھر مرنے کے بعد سزا بھگت کر شفا پائیں گے۔

اللہ تعالےٰ مجھے بھی معاف فرمائے (ص۱۴)

(ص) اور آپ سب کو بھی معاف فرمائے۔ آمین۔ سبحٰنک اللّٰھم وبحمدک ونشھد ان لا الٰہ الا انت نستغفرک ونعوذبک من النار۔

جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب میرپور (خاص)

انجام

۳

مفسدوں کا انجام

(۱) حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعلیم دی۔ آپ کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے

(۱) ایک اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

(۲) میں اللہ کی طرف سے رسول ہوں اس لئے میری بات سن لو۔

(۳) حقوق العباد کا خیال رکھو۔ کاروبار میں ناپ تول پورا کیا کرو۔ لوگوں کو چیزیں کم نہ دو۔

(۴) انبیاء علیہم السلام کی تعلیم سے ملک میں جو اصلاح اور امن و امان قائم ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف چل کر ملک میں فساد اور بگاڑ پیدا نہ کرو

(۵) ایمانداری تمہارے لئے بہتر ہے۔

(۶) راستوں پر اس لئے نہ بیٹھو کہ لوگوں کو ڈرا دھمکا کر ظلم سے ان کا مال چھین لو۔ اور اللہ کے نیک بندوں کو میرے پاس آنے سے نہ روکو اور سچے دین میں نکتہ چینی کرکے کجی پیدا نہ کرو۔

(۷) فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (ترجمہ) اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے یعنی اگر تم نے اپنی چال نہ سدھاری اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو یونہی کچلتے رہے تو پھر اقوام سابقہ کی بربادی کے آئینے میں اپنی بربادی بھی دیکھ لو۔ نہ سدھرو گے تو برباد ہو جاؤ گے۔ جن بدبختوں نے اس تنبیہ کی طرف کان نہ دھرے وہ برباد ہو گئے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ (الاعراف آیت ۹۱)

ترجمہ۔ پھر انہیں زلزلہ نے آپکڑا۔ پھر وہ صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے

آؤ ہم سوچیں کہ کیا حضرت شعیبؑ کی قوم میں جو برائیاں تھیں اور جن کے باعث وہ برباد ہوئے۔ کیا وہ ہم میں تو نہیں؟ اگر ہیں تو کیا ہمیں بد انجام کی فکر نہیں کرنی چاہیئے۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اسکے سرداروں کو توحید کی تعلیم دی — اور بنی اسرائیل کو ان کے ظلم و تشدد اور غلامی سے نجات دینے کے لئے کہا۔ اور آگاہ کر دیا۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ (الاعراف آیت ۱۰۳)۔ ترجمہ پھر دیکھ مفسدوں کا کیا انجام ہوا۔

اس کا بد انجام آپ کے سامنے ہے۔ کہ اپنے لشکر سمیت دریا میں ڈوب کر مرا۔ اس کے لشکر۔ مال و دولت۔ بادشاہی وغیرہ اسے اللہ کے عذاب کی گرفت سے نہ بچا سکے۔

کاش ہم عبرت حاصل کریں۔ حضرت مولانا رومؒ نے کیا ہی موزوں بات فرمائی ہے

نفس ما کمتر از فرعون نیست
اورا عون مارا اون نیست

اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے انحراف کرنے کا انجام

اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہر حکم ہمارے لئے واجب العمل ہے اور احکام الٰہی اور احکام الرسول کے برخلاف چلنا بربادی کا پیش خیمہ ہے وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝

(الطلاق آیت ۸-۹)

ترجمہ۔ اور کتنی ہی بستیاں اپنے رب اور اسکے رسولوں کے حکم سے سرکش ہوگئیں۔ پھر ہم نے بھی ان سے سخت حساب لیا اور ان کو بڑی سزا دی۔ پس ان بستیوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کا انجام بربادی ہوئی۔

حاصل یہ کہ سابقہ اقوام کی بربادی سخت حساب و باز پرس اور بڑی سزا کی وجہ یہ تھی۔ وہ اللہ تعالے اور اس کے رسولوں کے حکموں پر نہ چلتے تھے۔ ان کا طرز عمل احکام الٰہی اور احکام الرسول کے برعکس تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے حال پر بھی غور کرو۔ حضرت صالح علیہ السلام نے صاف فرما دیا تھا کہ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔"

مگر شریروں نے اس حکم کے برخلاف عمل کیا۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ (الاعراف آیت ۷۷) ترجمہ۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اپنے رب کے حکم کی سرکشی کی۔

نتیجہ اس حکم عدولی کا یہ نکلا۔

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ (الاعراف آیت ۷۸)

ترجمہ۔ پھر انہیں زلزلہ نے آپکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

قوم ثمود کے واقعہ پر بھی نظر دوڑاؤ۔

فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۝ الذریٰت آیت ۴۴

پھر انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی تو ان کو بجلی نے آپکڑا اور وہ دیکھ رہے تھے۔

یعنی اللہ تعالے کے احکام کی نافرمانی کرنے کے باعث ہلاک عذاب میں برباد ہوئے۔ بنی اسرائیل کی اس جماعت کے حالات پر بھی قیاس کرو۔ جو حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں دریا کے کنارے پر آباد تھی انہیں ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنے کی ممانعت تھی۔ انہوں نے یہ حیلہ کیا کہ ہفتہ کے دن دریا کا پانی کاٹ کر گڑھوں میں جمع رکھتے۔ ان میں جو مچھلیاں آتیں ان کا دوسرے دن شکار کرتے۔ ایک جماعت انہیں اس ناجائز حیلے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت سے روکتی۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ ان کا انجام بھی سن لیجئے۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ۝ (الاعراف ۱۶۶)

ترجمہ۔ پھر جب وہ اس کام میں حد سے آگے بڑھ گئے۔ جس سے روکے گئے تھے۔ تو ہم نے حکم دیا ذلیل ہونے والے بندر ہو جاؤ۔

حاصل کلام ان کوتاہ اندیشوں نے اللہ تعالیٰ کے ایک واضح اور صریح حکم کو اپنی خواہش کے موافق ٹیڑھا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انکی صورتیں بندروں کی شکل میں تبدیل کر دیں اور تین دن اسی حالت میں زندہ رہ کر مر گئے۔

خدا اور اسکے رسول کے احکام کو اپنی خواہشات کے سانچے میں ڈھالنے والے اس واقعہ سے کیوں لرزہ براندام نہیں ہوتے کیوں عذاب الٰہی سے نہیں ڈرتے۔

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِنْ رِجْزٍ أَلِيمٌ (السبا۔ آیت ۵)

ترجمہ۔ جو لوگ ہماری آیتوں کے رد کرنے میں کوشش کرتے پھرتے ہیں۔ ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

یعنی قیامت کا آنا اس لئے ضرور ہے اور لوگوں کو انکی نیکی اور بدی کا پھل دیا جائے اور حق تعالیٰ کی جملہ صفات کا کامل ظہور ہو۔

(تنبیہ) جو لوگ دوڑتے ہیں ہماری آیتوں کے ہرانے کو۔ یعنی ہماری آیتوں کے ابطال اور لوگوں کو قولاً و فعلاً ان سے روکنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ گویا وہ (العیاذ باللہ) اللہ کو عاجز کرنا اور ہرانا چاہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس کے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ (حضرت مولینا عثمانی رح)

وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ (السبا آیت ۳۸)

ترجمہ۔ اور جو آیتوں کے رد کرنے میں کوشش کرتے ہیں۔ وہ عذاب میں پکڑ کر حاضر کئے جائیں گے۔

"یعنی جو بدبخت اللہ کی آیات کو رد کرنے اور ان پر طعن کر کے لوگوں کو ادھر سے روکتے ہیں گویا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول کو ہرا دیں گے وہ سب عذاب میں گرفتار ہو کر حاضر کئے جائینگے۔ ایک بھی چھوٹ کر بھاگ نہ سکے گا۔" (حضرت مولنا عثمانی رح)

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ ۝ وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ ۝ وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۖ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ ۝ (السبا۔ آیت ۵۱-۵۳)

ترجمہ۔ اور کاش آپ دیکھیں جبکہ وہ گھبرائے ہوئے ہونگے۔ پس بچ نہ سکیں گے اور پاس ہی سے پکڑ لئے جائیں گے۔ اور کہیں گے ہم اس (قرآن) پر ایمان لے آئے ہیں اور اتنی دور سے (ایمان کا) ان کے ہاتھ آنا کہاں ممکن ہے۔ حالانکہ پہلے تو اس کا انکار کرتے رہے اور بے تحقیق باتیں دور ہی دور سے ہانکا کرتے تھے۔

یہ نقشہ ہے کفار کی حالت کا قیامت کے دن۔ اس وقت ان کا قرآن پر ایمان لانا کچھ کام نہ آئے گا۔

ہم مسلمان ہو کر اور قرآن کو اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب مانتے ہوئے اگر اس پر اور اسکی عملی شرح (حدیث شریف) کے مطابق عمل نہ کریں تو اس سے زیادہ ہماری بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے؟ جس چیز کی کل کفار تمنا کریں گے۔ آج ہم اس نعمت کی قدر کر کے اس کا پورا حق کیوں نہیں ادا کرتے؟

خفیہ تدبیر کرنے والوں کا انجام

دین برحق کے خلاف خفیہ حیلے اور تدبیریں کرنے کا نتیجہ ہلاکت اور بربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ (النمل آیت ۵۰-۵۲)

ترجمہ۔ اور انہوں نے ایک داؤ کیا اور ہم نے بھی ایسا داؤ کیا کہ انہیں خبر نہ ہوئی۔ پھر دیکھو ان کے داؤ کا کیا انجام ہوا کہ ہم نے انہیں اور انکی ساری قوم کو ہلاک کر دیا۔ سو یہ ان کے گھر ہیں جو انکے ظلم کے سبب سے ویران پڑے ہیں۔ بے شک اس میں دانشمندوں کے لئے عبرت ہے۔

اونٹنی کی ہلاکت کے بعد حضرت صالح ؑ نے فرمایا کہ تین دن کے اندر اللہ تعالیٰ

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

جناب ڈاکٹر محمد شبّیر صاحب ہومیوپیتھ (کوہ مری)

انبیاء علیہم السلام اور سحر

الحدیث: حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔ یہاں تک (اس کا اثر) ہوا آپ کو خیال ہوتا تھا کہ ایک کام کیا ہے۔ حالانکہ آپؐ نے اس کو نہ کیا ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے ایک دن دعا کی اور (بہت) دعا کی۔ بعد اس کے (مجھ سے) فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ نے مجھے وہ بات بتا دی جس میں میری شفا ہے۔ دو آدمی میرے پاس آئے ان میں سے ایک میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ اس شخص کو کیا بیماری ہے۔ دوسرے نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے۔ اس نے کہا۔ کس نے ان پر جادو کیا ہے دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے۔ اس نے کہا کس چیز میں دوسرے نے کہا کہ کنگھی میں اور رُوئی کے گالے میں اور تر چھوہارے کی کلی کے اُوپر والے چھلکے میں۔ اُس نے کہا وہ کہاں ہے، دوسرے نے کہا کہ دردُون (نامی) کنوئیں میں۔ پس وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے بعد اس کے لوٹے تو جب آئے آپ نے حضرت عائشہ رضؓ سے فرمایا کہ اس (کنوئیں) کے قریب والے درخت گویا کہ شیاطین کے سر ہیں (حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں) میں نے کہا کہ آپؐ نے اس کو نکلوا لیا۔ فرمایا کہ نہیں۔ اللہ نے تو مجھے شفا دے دی (اور اس کے نکلوانے میں) مجھے یہ خیال ہوا کہ لوگوں میں فساد پھیلے گا (اور جادو کا چرچا زیادہ ہو جائے گا) بعد اس کے وہ کنواں بند کرا دیا گیا۔ (بخاری جلد دوئم صـ۱۳۳)

اعتراض: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سحر سے انبیاء علیہم السلام بھی محفوظ نہیں۔ حالانکہ ان کی شان اور رتبہ اس سے کہیں بلند ہوتا ہے کہ معمولی قسم کے لوگوں کا اُن پر جادو چل سکے۔ دوئم یہ حدیث قرآن سے ٹکراتی ہے۔ کیونکہ قرآن کی رُو سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپؐ کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ پس جس کی حفاظت کا ذمہ دار خود خدا ہو اس کو کوئی شخص کیونکر نقصان پہنچا سکتا ہے۔ کسی نے یہ داستان بھی کیا خوب تراشی ہے کہ درخت شیطانوں کے سر ہوتے ہیں۔

الجواب: (۱) علماء کی اکثریت اس پر متفق ہے کہ لبید بن اعصم یہودی نے اپنی لڑکیوں کے ذریعے حضورؐ پر جادو کرایا تھا۔ جس کی وجہ سے کچھ عرصہ تک آپ پریشان (بھول جانے کی) کیفیت طاری رہی۔ چند بچّوں کے ذریعے آنحضرتؐ کے بال مبارک اور کنگھی کے ٹوٹے ہوئے دندانے منگوا کر پھر کچھ منتر پڑھ کر دھاگوں میں گرہیں لگا کر) دروان نامی کنوئیں میں ڈال دئے گئے تھے۔ اس جادو کا ذکر حدیث کی دوسری کتب مثلاً مسند احمد میں بھی ملتا ہے۔ مفسرین قرآن نے سورۃ الفلق اور سورۃ والنّاس کی تفسیر میں ان تمام احادیث کو جمع کر کے متذکرہ حدیث کی صحّت کے بارے میں لکھا ہے۔ حافظ ابن کثیر رضؓ نے بھی "تفسیر ابن کثیر" جلد چہارم میں سورۃ الفلق کی آیت وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ کی یہی تفسیر لکھی ہے کہ لبید کی لڑکیوں نے دھاگے سے گرہیں لگائی تھیں اور اس جادو کا حضورؐ پر یہاں تک اثر ہوا تھا کہ آپؐ کو خیال ہوتا تھا، کہ میں نے فلان کام کیا ہے۔ حالانکہ آپؐ نے نہیں کیا ہوتا تھا۔ محض اپنی فہم و فراست کے بل بوتے پر ان تمام اکابرین کی محنت پر پانی پھیر دینا اور تمام مستند روایات کو غلط قرار دے دینا کوئی دانشمندی نہیں۔ اس حدیث کی صحّت کے متعلق جہاں دوسرے دلائل پیش ہونگے۔ وہاں ایک یہ بھی دلیل ہے کہ اس کی صحت پر اکثریت کا اتفاق ہے۔

(۲) قرآن پاک کی اس آیت "کہ اللہ آپؐ کو لوگوں (کے شر) سے محفوظ رکھے گا" کا یہ مطلب لینا کہ آپؐ کو کسی قسم کا گزند نہیں پہنچ سکتا۔ بالکل غلط ہے۔ اس آیت کا مدّعا صرف اتنا ہی ہے کہ ربّ العزّت مشرکین و کفّار کو آپ کے ارادۂ قتل سے محفوظ رکھے گا یا یہ کہ بالآخر اُن پر آپؐ کو ہی غالب کرے گا اور یہ وعدۂ حفاظت تا دمِ واپسیں درست ثابت ہوا۔ حالانکہ آپؐ کو شہید کرنے کے کئی ناپاک منصوبے باندھے گئے۔ منجملہ اُن کے حضرت فاروق رضؓ کا بھی ایک بار ارادہ ہوا۔ مگر آپؐ کے حضور میں جا کر حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کر لیا۔

یہ غلط فہمی کا نتیجہ ہے کہ آنحضرتؐ کو اس آیت کے اترنے کے بعد یا پہلے کسی قسم کی بیماری یا جسمانی مضرّت نہیں ہوئی۔ آپ طائف میں خلق خدا کو ڈرانے کے لئے اور راہ راست پر لانے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ وہ ناعاقبت اندیش لوگ بچّوں کو آپ کے پیچھے لگا دیتے ہیں۔ جو آپؐ کو پتھر مارتے ہیں۔ حتّیٰ کہ بدن مبارک لہولہان ہو ہو جاتا ہے۔ اُحد کے غزوہ میں آپؐ کے دندان مبارک شہید ہوتے ہیں۔ غزوہ خیبر کے وقت یہود کی سازش ہوتی ہے اور بکری کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو دیا جاتا ہے۔ گو آپؐ نے ایک آدھ لقمہ ہی کھایا اور آپ کو علم ہو گیا کہ اس میں زہر کی آمیزش ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس زہر کا اثر آپؐ پر ظاہر ہوا۔ اس زہر کی مضرت ہر گرمی کے شروع میں نمایاں ہوتی تھی۔ جب اس طرح کے کئی واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ ہم کیسے مان لیں کہ آپؐ کو کسی قسم کی ایذا یا تکلیف نہیں پہنچی۔ میں مانتا ہوں کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور ہوتا تو جادو آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ آپؐ اس کے اثر سے نہ بچ سکے۔ معلوم نہیں اس میں کیا مصلحت تھی۔ تاہم دو باتیں تو ہر کسی کے ذہن میں فوراً آ سکتی ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

(ا) بعض یہود کا خیال تھا کہ آپ بہت بڑے جادوگر ہیں۔ اور بڑے جادوگر پر سحر اثر نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس خیال کی تردید کر دی کہ آپؐ سحر کار نہیں بلکہ پیغمبر ہیں۔ اگر ان کے جادو کا اثر آنحضرتؐ پر نہ ہوتا۔ تو وہ آپؐ کو جادوگر مشہور کر دیتے جو کسی صُورت بھی موزون نہ تھا۔

(ب) آنحضرتؐ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا متماثل کہا گیا ہے "ہم نے تمہاری طرف ایک رسُول بھیجا۔ جیسا کہ فرعون کے پاس بھیجا تھا" (سورہ المزمّل) اور حقیقتاً بہت ساری علامات ان ہر دو پیغمبروں میں یکساں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی نظروں کو بھی جادو کے ذریعے مسحور کر دیا گیا تھا۔ اور ان کو جادوگروں کی لاٹھیاں سانپ نظر آنے لگی تھیں۔ پس جب اُن پر جادو کا اثر ہو سکتا ہے۔ تو آنحضرتؐ پر جادو کا نہ ہو سکنے کا یہ مطلب ہوگا کہ ایک تو مماثلت میں ایک نمبر کم ہو جائے گا۔ دُوسرا موسیٰ علیہ السلام پر جادو

ہؤا - اللہ تعالیٰ کا منشا یہی تھا کہ وقتی طور پر جادو کا اثر نبی آخر الزمان پر بھی ہونے دیا جائے تاکہ محض موسیٰ علیہ السلام ہی جہلا اور عقل سے کورے لوگوں کی باتوں کا نشانہ نہ بنیں -

(۳) جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے - انبیاء علیہم السلام پر جادو کا چل سکنا قرآن سے بھی ثابت ہوتا ہے - سورہ طٰہٰ ۳ میں مرقوم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں کی لاٹھیاں اور رسیاں دوڑتے ہوئے سانپ نظر آنے لگے - تب آپ اپنے جی میں ڈرنے لگے - پھر خداوند دوعالم نے آپ سے فرمایا کہ مت ڈر اور اپنا عصا نیچے ڈال دے - آپ نے عصا نیچے ڈالا اور وہ اژدھا کی صورت میں نمودار ہو کر تمام سانپوں کو چٹ کر گیا - دیکھئے ان آیات میں خاص صراحت ہے کہ آپ کی نظروں کو مسحور کیا گیا تھا - ورنہ آپ کے ڈرنے کی کیا وجہ ہو سکتی تھی ؟ ہاں یہ درست ہے کہ انجام کار وہی غالب آئے - اور یہ قدرت کا اٹل قانون ہے کہ حق کو فتح اور باطل کو شکست ہوتی ہے - بالکل اسی طرح آنحضرتؐ بھی بالآخر کفر پر غالب آئے - آپؐ نے وہ جگہ تلاش کر لی جہاں اور جس چیز پر آپ پر جادو کیا گیا تھا - آپؐ نے اس کے بعد اپنے دشمنوں سے انتقام نہیں لیا - بلکہ سکوت اختیار فرمایا کہ مبادا دشمن کا دل میلا ہو - اور عوام اسے برا بھلا کہیں - سبحان اللہ کتنا بلند اخلاق تھا -

(۴) کنوئیں کے قرب جوار کے درختوں کی ٹہنیوں اور پتوں کو اگر شیاطین کے سروں سے تشبیہ دی گئی ہے تو اس میں کیا نقص واقع ہو گیا - ایسی تشبیہ کا ذکر قرآن میں بھی تو آتا ہے ...... ایک درخت ہے دوزخ کی جڑ میں - اس کے شگوفے جیسے شیطانوں کے سر (ہیں) (سورہ وَالصّٰفّٰت ۲۱) اس آیت کریمہ میں پروردگار دوعالم نے تھوہر (زقوم) کے درخت کو شیطانوں کے سر سے تعبیر کیا ہے - کیا اب آپ قرآن پر بھی اعتراض کرنے لگیں گے ؟ ویسے یہ نہ بھولئے کہ قرآن یا حدیث شریعت کے لفظی معنیٰ پڑھ کر فوراً اعتراض نہ کر دیا کیجئے - بلکہ کچھ غور و فکر بھی کیا کیجئے - ایسی تمثیل کا صحیح مفہوم کیا ہو سکتا ہے - اس کا علم تو اللہ اور اس کے رسول کو ہے - البتہ ظاہری الفاظ کے مطابق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ درخت جادو کے اثر کی وجہ سے منحوس یا بھیانک نظر آتے ہوں یا واقعی شیطانوں کے سر کی مانند دکھائی دیتے ہوں بالکل ایسے ہی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں کی لاٹھیاں سانپ اور ان کا عصا جادوگروں کو اژدھا کی صورت میں نظر آئے - کیونکہ وہاں بھی جادو کا اثر تھا - اور یہاں بھی -

خلاصہ

چونکہ مستند اور معتبر ذرائع سے پتہ چلتا ہے کہ آپ پر جادو کیا گیا تھا - نیز قرآن سے بھی ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر جادو ہو سکتا ہے - لہٰذا یہ حدیث صحیح مان لینے ہی میں مصلحت ہے - ورنہ خدانخواستہ قرآن مجید کی آیات سے بھی انکار کرنا پڑے گا -

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ -

بقیہ :-

انجام

(صنا سے آگے)

کا عذاب عنقریب نازل ہوگا - قوم کے نو اشخاص نے یہ ٹھانی کہ رات کو آپ کے گھر پر چھاپہ مار کر اہل و عیال سمیت آپ کو قتل کر دیا جائے اللہ تعالیٰ نے آپ کی تو حفاظت فرمائی - اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر کے سامنے انکی قتل کی سازش ناکام ثابت ہوئی نہ صرف وہ نو آدمی عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئے بلکہ قوم کی تباہی کا بھی باعث بنے

منذرین کا انجام

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں (حضرات انبیاء علیہم السلام) ڈر سبھی کو سناتے ہیں - ان میں نیک بچتے ہیں اور بد کھپتے ہیں -

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِم مُّنذِرِينَ ۝ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذَرِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ (والصٰفّٰت آیت ۷۲-۷۴)

ترجمہ - اور البتہ ہم نے ان میں ڈرانے والے بھیجے تھے - پھر دیکھ جنہیں ڈرایا گیا تھا - ان کا کیا انجام ہوا - مگر اللہ کے خالص بندے -

سابقہ امتوں کے حالات ہمیں صاف بتلا رہے ہیں کہ جن کوتاہ اندیشوں نے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کو پس پشت ڈال دیا - کفر و شرک اور تکذیب انبیاءؑ پر اڑے رہے وہ ہلاک ہو گئے -

ان کے برعکس نیک مخلص اور موحد مومن جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی مقدس تعلیم کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنایا - وہ کامیاب رہے -

(۲) فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذَرِينَ ۝

ترجمہ - پھر انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور انہیں خلیفہ بنا دیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا انہیں غرق کر دیا - سو دیکھ لو کہ جو لوگ ڈرائے گئے تھے - ان کا کیا انجام ہوا - یونس آیت ۷۳

یعنی جو حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیم پر چلے وہ بچ گئے - اور منکر غرق کر دیئے گئے -

مشرکوں کا انجام

شرک بھی تباہی لاتا ہے - اس لئے شرک سے دور بھاگنا چاہیئے -

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

(الروم آیت ۳۱)

ترجمہ - اس کی طرف رجوع کئے رہو اور اس سے ڈرو - اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ

یعنی اصل دین پکڑو - اس کی طرف رجوع ہو کر - اگر اصلاح دنیا کے واسطے یہ کام کئے تو دین درست نہ ہوا - (موضح القرآن)

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ ۝

(الروم آیت ۴۲)

ترجمہ - کہہ دو - ملک میں چلو پھرو اور دیکھو - جو لوگ پہلے گزرے ہیں - ان کا کیسا انجام ہوا - ان میں اکثر مشرک تھے -

"یعنی اکثروں کی شامت شرک کی وجہ سے آئی - بعضوں پر دوسرے گناہوں کی وجہ سے آئی ہوگی -"

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

دعا

الٰہی عاقبت محمود گرداں

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیَاتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ ٥

ترجمہ :- یقیناً اللہ نے احسان فرمایا ہے مومنین پر کہ بھیجا انہی میں پیغمبر جو انہی میں سے ہے - جو پڑھ کر سناتا ہے - ان کو اس کی آیتیں اور انہیں پاک کرتا رہتا ہے - نیز سکھاتا ہے انہیں (اللہ کی) کتاب اور حکمت - اگرچہ یہ مومنین اس سے پہلے صاف بے خبری میں مبتلا تھے (یعنی وہ اس سے پہلے بالکل ناواقف تھے)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر اپنا ایک عظیم الشان احسان جتلا ... رہے ہیں -

نعمت نبوّت

آیت کریمہ کی مختصر تفسیر سے پہلے بطور تمہید کچھ عرض کیا جاتا ہے - اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو چیزوں سے مرکب فرمایا ہے روح اور بدن پھر ان کی ترکیب کو احسن تقویم سے معتبر فرمایا ہے بدنی غذا اور نشو و نما کے لئے اس نے تمام ضروریات مہیا فرمائیں -

سب سے زیادہ کارآمد اور ضروری چیز ہوا ہے - جس کو اتنی بہتات سے پیدا فرمایا کہ خریدنے کی ضرورت نہیں پڑتی - دوسرے نمبر پر پانی ہے - جس کے بغیر جینا محال ہے اس کی بھی فراوانی فرما دی - تیسرے چوتھے اور پانچویں نمبر پر کھانا - کپڑا اور مکان ہے - اسی ترتیب سے یہ بھی عطا فرما دیں - کہنے اور سننے میں تو دیر نہیں لگتی مگر اس حقیقت اور حصولِ عبرت کے لئے اس میں بہت کچھ غور و خوض کرنا ہو گا - مثلاً ہماری غذا کا ایک جزو گندم کی روٹی یا ایک نوالہ ہے - اس نوالہ کو مہیّا کرنے کے لئے خدائے رحیم و کریم نے کیا کچھ انتظامات کر رکھے ہیں - پہلے تو اس کی خاطر زمین چاہیئے جس میں تخم بویا جا سکے - پھر زمین میں ہل چلانا اور اس کو نرم کرنا ضروری ہے - پھر تخم ڈالنے اور آبیاری کرنے کی ضرورت ہے - پانی کہاں سے لا کر دیا جاتا ہے بقولِ حکماء تمازت آفتاب سے لاکھوں مربع میل سمندروں سے پانی بھاپ کی چادریں بن بن کر اڑتا اور ہوا کے دوش پر سوار ہو کر زمین کی طرف چلتا ہے - پھر حسب ضرورت یہ خشک و قحط زدہ گاؤں اور بستیوں پر برسایا جاتا ہے وَسُقْنَاہُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ یا پہاڑوں پر برسا کر دریا اور نہریں جاری کی جاتی ہیں جو آگے چل کر لاکھوں ایکڑ زمین کو سیراب کرتی ہیں - اناج یا پھل کا ایک چھوٹا سا بے شعور دانہ زمین کی چھاتی کو چیر کر سیروں بھاری مٹی کو ہٹا کر اگتا ہے - زمین سے اپنی مخصوص غذا پہچان کر لیتا اور ہوا اور سورج سے بھی غذا حاصل کرتا اور مسلسل بڑھتا چلا جاتا ہے - سورج اس کو پکاتا ہے - آخر فصل کاٹی جاتی ہے اس کو گاہ کر لے آتے ہیں - چکی میں پیس کر دیا سلائی جلا کر لوہے کے توے پر پکاتے ہیں - تب جا کر چھ ماہ کے بعد ہم اس کو کھاتے ہیں - گویا ہمیں ایک نوالہ میسر آنے کے لئے سورج ہوا - سمندر - زمین پہاڑوں اور بادلوں نے چھ ماہ تک خدمات انجام دیں لوہا لکڑی - بیل وغیرہ استعمال ہوئے -

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکار اند
تا تو نانے بکف آری بہ غفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

پھر اس نوالے سے خون بنتا پھر وہ نطفہ میں تبدیل ہوتا ہے - نطفہ سے مضغہ علقہ کے مراتب طے کر کے جنین بنتا ہے اس میں ہڈیاں بنتی ہیں ان پر گوشت چڑھتا ہے - اس میں تمام ظاہری اور باطنی اعضاء بنائے جا کر روح پھونک دی جاتی ہے - اندر تیار خون سے تغذیہ ہوتا ہے باہر آنے کے بعد فوراً دودھ کا انتظام کر دیا جاتا ہے - جب غذا کے قابل ہوتا ہے تو دانت بھی مرحمت ہو جاتے ہیں - فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ

اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں انسانی تخلیق کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے اور اس کی تربیت و پرورش کے انتظامات بھی ذکر کر کے اپنی بندگی کی ترغیب دی ہے - فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰی طَعَامِہٖ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا فَاَنْبَتْنَا فِیْھَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا الآیۃ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی خوراک پر تو غور کرے - ہم نے موسلا دھار بارش برسائی پھر عجیب طریقہ سے زمین کو چیرا پھر اس سے اناج انگور وغیرہ بیسیوں چیزیں اگائیں - تمہارے اور تمہارے مویشیوں کی خاطر -

اللہ تعالےٰ نے جا بجا اپنے انعامات گنوائے اور فرمایا کہ سورج اور چاند کو تمہاری خاطر مسخر کیا (اور ڈیوٹی پر لگایا) زمین تمہارے لئے بچھائی آسمان کا خیمہ تمہارے لئے تانا - تمہاری خاطر پانی برسایا غذا اگائی - ایسا معلوم ہوتا ہے - بلکہ نصوص دلالت کرتے ہیں کہ یہ ساری کائنات انسان کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے -

مگر جب آپ غور کریں گے - تو معلوم ہو گا کہ یہ سارا بکھیڑا صرف بدنی تربیت اور جسمانی غذا کے لئے ہے تو کیا انسان میں جو اصلی جزو اور اعلیٰ حصہ یعنی روح ہے کیا اس رحیم و کریم مالک نے اس کی تربیت و پرورش اور اس کی غذا کا کوئی انتظام نہ کیا ہو گا عقل کہتی ہے کہ جب بدن کے لئے اتنے کچھ انتظامات ہیں تو روح کے لئے تو اس سے ہزار گنا زیادہ انتظامات ہونے چاہئیں - اللہ تعالےٰ نے روحانی تربیت اور روح کی غذا کی خاطر اپنے برگزیدہ بندے حضرات انبیاء علیہم السلام پیدا فرمائے ان پر وحی نازل فرمائی - دلوں کی کھیتیوں میں ہل چلائے ان کو نرم کرنے کے طریقے بتائے - آسمان ہدایت پر ہزاروں انبیاء چاند تاروں کی طرح چمکے آخر کار

آفتاب رسالت طلوع ہوا۔ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر وحی کی بارشیں ہوتی۔ فرشتوں کو دلوں کی کھیتیوں کی حفاظت و پرورش پر متعین فرمایا گیا۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا الآیۃ

ترجمہ: جو ایک بار کہہ بیٹھے کہ ہمارا مالک اللہ ہے پھر اس پر مضبوطی سے ڈٹ گئے ان پر فرشتے نازل ہو کر ان کو پکا کرتے رہتے اور کہتے ہیں کہ ڈرنا نہیں نہ کوئی غم کھانا۔ ہم تمہیں جنت کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا تمہارے ساتھ وعدہ ہے (اور) ہم دنیا اور آخرت میں تمہارے ساتھی ہیں الخ

باطنی اور روحانی تربیت وارتقاء کے لئے جو عظیم الشان انتظامات کئے اور جو مافوق الادراک زمین و آسمان بنائے ہیں ان کا علم بلکہ معمولی اندازہ بھی ان حواس ظاہری سے نہیں ہو سکتا۔

بدن کا نشوو ارتقاء دنیا کے ساٹھ ستر سال کے لئے ہے مگر روح کی صحت و ترقی لاکھوں کروڑوں نہیں ابدالاباد یعنی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی نعمتوں اور لذتوں کی کفیل ہے۔ اور مالک مہربان، رب قدردان کی ادنیٰ رضامندی اور ایک دیدار جو مقصد تخلیق کائنات ہے۔ اس پر دنیا کی کروڑوں زندگیاں اور اربوں فانی بلکہ باقی نعمتیں قربان کی جا سکتی ہیں۔

اس سے آپ کو معمولی سا اندازہ اس بات کا ہو گیا ہوگا کہ بعثت انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کتنی بڑی نعمت اور رحمت ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ط

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

کوئی یہ نہ سمجھے کہ روحانی غذا خود بھی تجویز کی جا سکتی ہے۔ اس لئے کہ انسان ضعیف البیان اپنی روح کی حقیقت تک سے واقف نہیں تو وہ اس کی غذا اور اس کے منافع و مضار کی باتوں سے کیسے واقف ہو سکتا ہے وہ تو جسمانی غذا کو خود مہیا کرنے کے سلسلہ میں بھی مبتلائے فریب ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں خود کفیل ہوں مگر وہ غور کرے تو اس کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین نہ ہو تو وہ غذا مہیا نہیں کر سکتا اگر رب رحیم کا سورج کام نہ کرے یا بادل نہ بھیجے۔ اس کی ساری محنت بیکار ہو کر رہ جائے گی۔ اور سب کچھ کر کے بھی اگر بے شعور اور جامد دانے کو وہ اپنی قدرت کاملہ سے پودے کی شکل عطا نہ فرمائے اور وہ زمین میں سڑ کر رہ جائے جیسے کہ بے موسم کی تخم ریزی میں ہوتا ہے تو پھر کیا کرے۔ تو جو بندہ جسمانی غذا بھی حقیقی معنوں میں اپنے لئے مہیا کرنے اور اس کے آلات و اسباب پر قادر نہیں ہے وہ روحانی غذا روح کے نفع و نقصان اور روحانی دنیا کے حالات پر کیسے قابو پا سکتا ہے۔

اس کی مثال

سادھوؤں اور راہبوں کی ریاضتیں اور روحانی ترقی اور اس کے مقابلہ میں پیغمبرانہ رہنمائی اور تزکیہ کی مثال یوں سمجھیں جیسے ایک لڑکے کی پرورش کیلئے ایک اجڈ آدمی مقرر ہوا جس نے عمدہ عمدہ کھانوں کا انتظام کر لیا۔

لڑکا بڑا ہوا، خوب موٹا اور قدآور ہو گیا۔ لیکن سر میں عقل دانائی نہیں لیکن جسم بے طرح بڑھا۔ آخر کار وہ چور ڈاکو اور لٹیرا بنکر مستوجب سزا اور قابل دار ہو گیا۔ اس کے مقابلہ میں ایک لڑکے کے لئے قابل انا تجویز ہوئی لائق اتالیق مقرر ہوا۔ مناسب طریقہ سے تعلیم و تربیت جاری رہی لڑکا جوان ہوا صحت بھی اچھی جسم بھی سڈول۔ ذہن تیز۔ عقل کامل۔ آخر کار یہ پروفیسر یا وزیر بنا۔ خود بھی آرام سے رہا اور دوسروں کے لئے بھی باعث راحت بنا۔ بس یہی مثال سمجھیں۔ راہبوں سادھوؤں اور جوگیوں کی طبع زاد روحانی ریاضتوں کی ممکن ہے روح میں قوت پیدا ہو اور وہ خرقِ عادت کام بھی کرے اور خوب موٹی تازی بھی ہو۔ مگر نہ وہ اپنے مقصد تخلیق سے واقف ہوئی نہ روحانی عقل و تمیز آئی اور نہ خالق ارواح منبع جود و کرم اور ذات منبع صفات، جلال و جمال کی نظر التفات کے قابل بن سکی۔ آخر کار عاصیوں باغیوں اور روحانی لٹیروں کے ہمراہ "سجن و سجین" جا پہنچی۔ پھر ابدی لعنت میں گرفتار ہو کر "ہاویہ" میں جا گری۔

(اَعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْہُ)

تخصیص مؤمنین

بعثت انبیاء علیہم السلام کی یہ نعمت تو ساری کائنات کے لئے برابر ہوتی ہے "صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے" خصوصاً حضرت خاتم النبیین تو رحمۃ للعالمین ہیں۔ ان کی رحمت تو ایک جہان کیا تمام جہانوں کو شامل ہے۔ پھر آیۃ کریمہ میں مؤمنین ہی پر کیوں اللہ تعالیٰ نے اپنا احسان جتایا۔ یہ یاد رکھیں، کہ مؤمنین سے مراد آیت کریمہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں کیونکہ نزول قرآن کے وقت مؤمنین وہی تھے۔ تو ان کی تخصیص کی پانچ وجوہ آیۃ کریمہ میں ارشاد فرمائی گئیں۔ دو وجہیں تو بالکل ان کے لئے خاص ہیں باقی تین نعمتوں میں باقی امت بھی شریک ہے مگر بلا واسطہ وہ بھی حضرات صحابہ کرامؓ کو عطا ہوئیں

تخصیص صحابہ کی پہلی وجہ

پہلی وجہ تو یہ فرمائی کہ یہ بعثت ان کے اندر ہوئی فِيهِمْ کا مبارک لفظ اس کو ظاہر ہے جو رسولاً سے پہلے ذکر ہو کر حصر کا فائدہ دیتا ہے مراد یہ ہے کہ ان ہی میں اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول مقبول مبعوث فرمایا۔ مبعوث تو ساری دنیا کے لئے ہے۔ (إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا) مگر پیدا ان میں فرمایا اس سے بڑھ کر اور کیا مہربانی ہو سکتی ہے۔ کہ رحمت کائنات ان کے اندر موجود ہوں۔ جس کی برکت سے ان کو "اصحاب" کا درجہ میسر ہوا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ایک ادنیٰ صحابی کا درجہ جس نے مسلمان ہو کر صرف ایک بار سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال جہاں آراء کی دید سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا ہے تمام دنیا کے اولیاء اقطاب و ابدال سے بڑھ جاتا ہے۔ حد یہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اموی ہو کر بھی خلفاء راشدین میں شمار ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جو غبار میدان جہاد میں زمین سے اڑ کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے گھوڑے کے نتھنے میں پڑا ہے۔ وہ مجھ سے اچھا ہے۔ (سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم) وہ اسلام لانے کے بعد کاتب وحی ہوئے۔ ان کی ہمشیرہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُمّ المؤمنین

تھیں۔ جن کے ایمان اور محبت رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ ایک بار ان کے والد ماجد حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلح کا معاملہ طے کرنے مدینہ آئے ابھی وہ خود مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ مدینہ میں اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آگئے اور بچھونے پر بیٹھ گئے اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کہا کہ ذرا اٹھیں وہ اٹھے تو ان کے نیچے سے بستر اٹھا دیا پھر کہا کہ بیٹھ جائیں۔ باپ حیران ہو گئے۔ ام المؤمنین نے فرمایا کہ یہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا بچھونا ہے جس پر آپ نہیں بیٹھ سکتے۔ (اوکما قال)

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

فضیلت صحابہؓ کی وجہ

اس کا فلسفہ یہ ہے کہ انسانی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ وہ صحبت کا اثر قبول کرتی ہے پھر جس درجہ کی صحبت ہو اسی درجہ کا اثر بھی ہم نشین پر پڑیگا کون سا پیر ولی اور نبی ہے۔ جس کا مرتبہ آقائے مدنی صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہو سکے اور جس کی صحبت آپؐ کی صحبت سے زیادہ اثر انداز ہو حضرت موسےٰ علیہ السلام کا دیدار کر کے ایک معجزہ اژدہا کا جادو گر دیکھ کر ایمان لے آئے ان کے ایمان کا اسی وقت یہ حال ہو گیا کہ فرعون نے ان کو ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھانے کی دھمکی دی پھر بھی ان کے ایمان متزلزل نہ ہو سکے۔ انہوں نے فرمایا فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ (جو چاہو کرو) اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ہم تو اپنے مالک کی طرف پھر گئے (اور اپنے رب کے ہو چکے) کہتے ہیں ان کو ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھا دیا مگر وہ نہ بدلے۔ رب موسیٰ پر ان کا یقین متزلزل نہ ہوا خیال فرمایئے کہ جو حضرات بیس برس تک سرور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہے ہوں ان کے ہزاروں معجزات دیکھے ہوں آپ کے پیچھے نمازیں پڑھی ہوں سفر و حضر اور جہاد میں رفاقت کی ہو۔ خود آپ کی زبان مبارک سے قرآن حکیم سنا ہو ان کے یقین و ایمان کا کوئی ٹھکانا ہے وہاں تو ایمان لاکر اپنے دل کے آئینے کو آپ کے قلب مبارک کے آئینے کے مقابلہ میں کیا نہیں تھا کہ جگمگا گیا سب کے دلوں میں یقین و ایمان کے چراغ روشن ہو گئے وہ اندھیرے میں نہ تھے۔ بلکہ انہوں نے اپنی بصیرت کے چراغوں کو سراج منیر سے روشن کر لیا تھا۔ اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جنت و دوزخ میرے سامنے کر دی جائے اور تمام حجاب درمیان سے اٹھ جائیں پھر بھی میرے ایمان میں ذرہ بھر زیادتی نہ ہو گی (سبحان اللہ) یقین کا جو مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپ کی صحبت سے حاصل ہوا تھا اس کے مقابلہ میں وہ اپنے مشاہدات کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے تو یہ پہلا بڑا احسان ہے جو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم پر کیا کہ ان میں ایسے پاک رسول کو مبعوث فرمایا اور اس نعمت عظمیٰ سے باقی دنیا بلاواسطہ محروم رہی

تخصیص صحابہ کی دوسری وجہ

آیت کریمہ میں دوسری وجہ احسان کی یہ بتائی گئی ہے۔ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کہ یہ پاک پیغمبر ان میں ہی سے مبعوث فرمایا سبحان اللہ کتنا بڑا شرف ہے۔ اس قوم کو جس میں سارے جہان کی ہدایت و نجات کے لئے ایسا جلیل القدر پیغمبر پیدا فرمایا جو خود اسی قوم میں سے ہے جن پہاڑوں میں سے ہیرے نکلتے ہوں یا سونا برآمد ہوتا ہو وہ پہاڑ کیوں دوسرے پہاڑوں سے قیمتی نہ سمجھے جائیں۔ وہ سنگریزے کیوں قابل تبریک نہ ہوں جن میں مدتوں ایسا ہیرا موجود رہ چکا ہو جس کی روشنی آفتاب جہاں تاب کو بھی خیرہ کر دے۔ وہ آہو صحرا کیوں مطلوب جہاں نہ ہو۔ جس کے خون کا ایک حصہ کستوری کہلاتا ہو۔

اِنْ تَفُقِ الْاَنَامَ وَاَنْتَ مِنْهُمْ
فَاِنَّ الْمِسْكَ بَعْضُ دَمِ الْغَزَالِ

اگر تو دنیا جہاں میں سے ہو کر سب پر فوقیت رکھتا ہے تو کونسی تعجب کی بات ہے۔ آخر کستوری بھی تو ہرن کا خون ہی ہے مگر باقی خون سے ممتاز ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی خوش قسمتی تھی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قوم سے اور ان کے قریبی رشتہ دار تھے۔ سارے رشتوں ناطوں کے ذریعہ ایک دوسرے سے مربوط تھے۔ ظاہر ہے کہ اپنی قوم اور اپنے رشتہ داروں سے انسانی فطرت کے مطابق زیادہ محبت اور زیادہ تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے حضور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ان سے ہمدردی کرنا اور ان پر نظر شفقت فرمایا۔ جہاں مامور بھی تھا وہاں فطری تقاضا بھی تھا اور کسی بزرگ اور مربی کی نظر التفات ہی تو سنگ پارس کا حکم رکھتی ہے۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

گویا آپ کی ایک شفقت تو پیغمبرانہ شفقت ہے جس میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ اور امت بھی شریک ہے ایک شفقت و ہمدردی قومی اور ملکی ہے۔ اس طرح وہ حضرات آپ کی دو گونہ مہربانیوں کے مورد بنے۔ یہ تعلق اس لئے بھی نعمت ہے کہ اس کی وجہ سے اہل عرب کو اور خاص کر قریش کو ایمان لانے میں سہولت نصیب ہوئی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کون کہ سکتا ہے کہ قریش خرابی بسیار کے بعد بھی ایمان لانے کو تیار ہوتے یا نہ ہوتے۔ اس کے سوا اس قومی تعلق کا یہ فائدہ بھی ہو سکتا ہے کہ صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ اس تعلق کی وجہ سے بوجہ مناسبت کے زیادہ سے زیادہ حضور سے ان کی طرف منتقل ہوئے۔ پھر قومی مناسبت نہ ہوتی۔ تو افہام و تفہیم اور ایک دوسرے کو حقیقی طور سے جاننے سمجھنے کی راہ میں بڑی دشواری پیش آ جاتی ہے۔ اور شکوک و شبہات کے پہاڑ درمیان میں حائل ہو جاتے ہیں۔ ایرانیوں کی تمام جنگوں میں یہی قومی عصبیت ایمان کی راہ میں آڑے آئی ورنہ کمانڈر انچیف افواج ایران رستم تو مسلمان ہونے کو ترجیح دے رہا تھا اور یہی عصبیت ہرقل شاہ روم کے سرداران دربار کے کفر اور ہرقل کی تباہی کا باعث بنی۔

ایک اور وجہ

پھر اس اتحاد قومی کی وجہ سے صحابۂ کرام آپ کی

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

مولانا سعید الرحمٰن مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام (لائلپور)

درود شریف کے فضائل

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔

ترجمہ:۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے صلوٰۃ بھیجتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اے ایمان والو! تم بھی صلوٰۃ بھیجو آپ پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر۔ اللہ کی صلوٰۃ یہ ہے کہ اللہ فرشتوں کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور بزرگی بیان کرتے ہیں یعنی رحمت و شفقت آپ کی ثنا اور اعزاز و اکرام کرتے ہیں۔ اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں۔ مگر ہر ایک کی صلوٰۃ اور رحمت و تکریم اپنی شان و مرتبہ کے موافق ہو گی۔ آگے اللہ مومنوں کو حکم دیتے ہیں کہ تم بھی صلوٰۃ و رحمت بھیجو۔ اس کی حیثیت ان دونوں سے علیحدہ ہونی چاہیئے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اللہ کی صلوٰۃ رحمت بھیجنا اور فرشتوں کی صلوٰۃ استغفار کرنا اور مومنین کی صلوٰۃ دعا کرنا ہے۔ غرض یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیا کہ تم بھی نبی پر صلوٰۃ و رحمت بھیجو۔ نبی نے بتلا دیا کہ تمہارا بھیجنا یہی ہے۔ کہ اللہ سے درخواست کرو کہ وہ اپنی بیش از بیش رحمتیں ابدالآباد تک نبیؐ پر نازل فرماتا رہے۔ کیونکہ اس کی رحمتوں کی کوئی حد و نہایت نہیں۔ یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ اس درخواست پر جو مزید رحمتیں نازل فرمائے۔ وہ ہم عاجز اور مسکین بندوں کی طرف منسوب کر دی جائیں۔ گویا ہم نے بھیجی ہیں۔ حالانکہ ہر حال میں رحمت بھیجنے والا وہی اکیلا ہے۔ کسی بندہ کی کیا طاقت تھی کہ سید الانبیاء کی بارگاہ میں ان کے رتبہ کے موافق تحفہ بھیج سکتا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے یعنی نماز کے تشہد میں جو پڑھا جاتا ہے (اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ) صلوٰۃ کا طریقہ بھی ارشاد فرما دیجئے۔ تو آپ نے پھر درود شریف تلقین فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

(۱)۔ بڑی بزرگی اور فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ اللہ نے صلوٰۃ کی نسبت اپنی اور ملائکہ کی طرف فرما لی ہے۔

(۲)۔ حدیث پاک میں آتا ہے ارشاد فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

(۳)۔ ارشاد فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اللہ کے فرشتے مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

(۴)۔ اور ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ قیامت کے دن میرے قریب وہ شخص ہو گا جو کہ کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھتا ہو گا۔

(۵)۔ اور ارشاد فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں جبرئیل علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے مجھ کو خوشخبری سنائی کہ پروردگار عالم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو شخص آپ پر سلام پڑھے گا میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔ میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔

(۶)۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ پر صلوٰۃ کی کثرت کیا کرتا ہوں تو کس قدر کیا کروں فرمایا جس قدر تمہارا دل چاہے میں نے عرض کیا کہ ایک ربع۔ یعنی تین ربع اور وظائف رہیں۔ فرمایا جس قدر تمہارا دل چاہے اور اگر بڑھا دو تو تمہارے لئے اور بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا نصف؟ فرمایا جس قدر تمہارا دل چاہے اور اگر زیادہ کر دو تو اور زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا پھر تو سب درود ہی درود رکھوں گا۔ تو ارشاد فرمایا کہ اب تو تمہارے سارے فکروں کی بھی کفایت ہو جائے گی اور تمہارے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔

(۷)۔ ارشاد فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماویں اور دس گناہ معاف ہوں اور دس درجے بلند ہوں اور دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں۔

(۸)۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ درود شریف پڑھنے والے پر اللہ ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور ملائکہ اس کے لئے ستر بار دعا کرتے ہیں۔

(۹)۔ ارشاد فرمایا جو کوئی میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو کوئی دور سے پڑھتا ہے۔ تو بذریعہ ملائکہ پہنچایا جاتا ہے اور فرشتہ آ کر عرض کرتا ہے کہ فلاں ابن فلاں اس طرح ان ان الفاظ سے آپ پر درود بھیج رہا ہے۔

(۱۰)۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو آدمی مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں۔ یعنی اس کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔ جب تک کہ وہ مجھ پر درود پڑھتا رہتا ہے۔ اب چاہے کوئی کم پڑھے یا زیادہ پڑھے۔ یعنی اتنی دیر تک فرشتے اس آدمی کے لئے دعائیں رحمت کی کرتے رہتے ہیں۔

(۱۱)۔ طبرانی نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص صبح کے وقت دس بار اور شام کے وقت دس بار مجھ پر درود بھیجے گا۔ اللہ اس کی قیامت کو پریشانی دور فرمائیں گے۔ یعنی میری شفاعت ... نصیب ہو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ تمام دعائیں رُکی رہتی ہیں جب تک محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر درود نہ پڑھو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ دعا زمین اور آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔ جب تک کہ تم اپنے نبیؐ پر درود نہ پڑھو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس بیٹھا تھا۔ اس کا پاؤں سو گیا آپ نے فرمایا کہ جو شخص تجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اس کا نام لے۔ اس نے کہا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اُسی وقت وہ سُن اتر گئی۔ ایک بار حضرت ابن عمرؓ کا پاؤں سو گیا آپ نے بھی یہی عمل کیا۔ تو اسی وقت سُن اتر گئی۔ سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ درود شریف کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ بعض درودوں کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "ترغیب اہل السعادات" میں لکھا ہے۔ کہ شب جمعہ کو دو رکعت نفل نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیت الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ

اور بعد سلام سو بار یہ درود شریف پڑھے انشاء اللہ تین جمعے نہ گزریں گے کہ زیارت نصیب ہوگی۔ وہ درود شریف یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ۔ شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نفل نماز پڑھے ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پچیس ۲۵ بار قل ہو اللہ احد اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے۔ انشاء اللہ ضرور دولتِ زیارت سے بہرہ ور ہوگا وہ یہ ہے :- صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔ اور بھی بہت سی مجربات برائے زیارت بزرگان دین نے لکھی ہیں مگر شرط یہ ہے کہ دل عشق اور شوق سے پُر ہو اور ظاہری اور باطنی معصیتوں سے بچے۔

مذاھب الدنیہ میں تفسیر قشیری سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں کم وزن ہو جائیں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پرچہ سر انگشت کے برابر نکال کر میزان میں رکھ دیں گے۔ جس سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جاوے گا۔ اور مومن کہے گا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جاویں آپ کون ہیں؟ آپ کی صورت اور سیرت کیسی اچھی ہے۔ آپ فرماویں گے۔ میں تیرا نبی ہوں اور یہ وہ درود ہے۔ جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا۔ میں نے تیری حاجت کے وقت اس کو ادا کر دیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جو کہ جلیل القدر تابعی اور خلیفہ راشد ہیں۔ شام سے مدینہ منورہ کو خاص قاصد بھیجا کرتے تھے۔ کہ ان کی طرف سے روضہ پاک پر حاضر ہو کر سلام و صلوٰۃ عرض کرے۔ امام اسمٰعیل بن ابراہیم مزنی جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ سے اللہ نے کیا معاملہ کیا تھا تو وہ بولے کہ مجھ کو بخش دیا اور حکم دیا کہ مجھ کو تعظیم و اکرام کے ساتھ جنت الفردوس میں لے جائیں اور یہ سب برکت ایک درود کی ہے جس کو میں پڑھا کرتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ وہ کونسا درود شریف ہے تو فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

عبیداللہ بن عمر قواریرؒ سے نقل کیا ہے کہ ایک کاتب میرا ہمسایہ تھا۔ وہ مر گیا۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا مجھ کو بخش دیا۔ میں نے پوچھا کہ کس سبب سے۔ تو کہا کہ میری عادت تھی۔ کہ جب نام پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آتا تو میں صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ بڑھا دیتا تھا خدا تعالیٰ نے مجھ کو ایسا کچھ دیا ہے کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل پر گزرا۔ مشہور کتاب دلائل الخیرات کی وجہ تالیف مؤلف نے لکھی ہے کہ مجھ کو سفر در پیش ہوا۔ سفر میں پانی کے لئے ڈول رسّی کی ضرورت تھی اور میں پریشان تھا۔ ایک لڑکی نے یہ حال دیکھ کر دریافت کیا اور کنوئیں کے اندر تھوک دیا۔ پانی کنارے تک ابل آیا۔ مؤلف نے حیران ہو کر اس کی وجہ پوچھی۔ اس نے تبلایا۔ کہ یہ سب برکت درود شریف کی ہے۔ مولانا فیض الحسن سہارنپوریؒ کا جب انتقال ہوا۔ جس مکان میں مولانا کا انتقال ہوا۔ اس مکان سے ایک ماہ تک عطر کی خوشبو آتی رہی اس کو حضرت بانی دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ کے پاس بیان کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سب برکت درود شریف کی ہے۔ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آسمان پر نماز پڑھ رہا ہے۔ اس سے اس درجہ کے حصول کا سبب پوچھا۔ اس نے تبلایا کہ یہ سب برکت درود شریف کی ہے۔ جب نام مبارک حضرت کا آتا تھا میں درود شریف لکھتا تھا اس سے مجھ کو یہ درجہ ملا ہے۔

شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا کہ ایک مرد صالح کو بعد موت کے خواب میں دیکھا۔ اس سے حال پوچھا اس نے کہا کہ مجھ کو بخش دیا گیا۔ انہوں نے سبب پوچھا۔ اس نے کہا کہ فرشتوں نے میرے درود اور گناہوں کو شمار کیا تو درود زیادہ نکلے۔ تو اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اتنا بس کافی ہے۔ اس کا حساب مت کرو۔ اس کو بہشت میں لے چلو۔ شیخ ابن حجرؒ مکی نے لکھا ہے کہ ایک مرد صالح نے معمول مقرر کیا تھا کہ ہر رات کو درود شریف بعددِ معین پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور تمام گھر روشن ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ منہ لاؤ جو درود شریف پڑھا کرتا ہے کہ بوسہ دوں۔ اس شخص نے شرم کی وجہ سے رخسارہ سامنے کر دیا۔ آپ نے اس کے رخسارہ پر بوسہ دیا۔ بعد اس کے وہ بیدار ہوا تو سارے گھر میں مشک کی خوشبو تھی ست جہاں ... مصافحہ کردے حضرت مدت خوشبو آوے نے جس گلیوں لنگھے سوہناں خوشبو پتہ بتادے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ عَدَدَ الرَّمْلِ وَعَدَدَ الطیور و عدد الوحوش و عدد کل نسمۃ من یوم خلقت الدنیا الی یوم القیامۃ۔ اللھم امین ۰

بقیۃ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

(صفحہ ۱۳ سے آگے)

عادات و اطوار سے واقف ہونے کی وجہ سے آپ سے استفادہ زیادہ کر سکتے تھے زبان کی یگانگت بھی فضل عظیم تھا۔ جس کی وجہ سے قرآن پاک کی عظمت ان کے دلوں میں گھر کر گئی تھی۔

بشریت یہ معنی بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ یہ پیغمبر تم ہی میں سے پیدا فرمایا یعنی اولاد آدم میں سے مبعوث کیا اگر یہ فرشتہ ہوتا تو افادہ استفادہ کی راہ میں مشکلات حائل ہوتیں۔ آپس میں انس نہ ہوتا۔ وحشت کی وجہ سے تعلق پورا قائم نہ ہو سکتا۔ پھر فرشتہ ان اسباب سے محروم ہونے کی وجہ سے جو احسن تقویم میں ودیعت رکھے گئے تھے اتنی بلند تربیت نہ فرما سکتے۔ اور اس صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی اولو العزمی اور جہاد فی سبیل اللہ کے جو ہر دنیا پر آشکار نہ ہوتے فرشتہ کو خود بہت بڑی طاقت عطا ہوئی ہوتی ہے۔

مدرسہ عربیہ انوار العلوم میرا خیل بنوں

مدرسہ عربیہ انوار العلوم چک ڈڈان میرا خیل ضلع بنوں اپنی دینی خدمات کے باعث کافی مقبول ہو رہا ہے۔ نیو ٹاؤن کراچی سے حاجی وجیہ الدین صاحب نے ۵۰ نسخے قرآن شریف کے۔ ۵۰ نسخے حزب الاعظم اور دو سو تبلیغی رسالے فی سبیل اللہ بھیجے ہیں۔ مدرسہ ہذا میں مندرجہ ذیل علماء فرائض تدریس ادا کر رہے ہیں :-

مولوی عبدالرؤف (فاضل اکوڑہ خٹک)، مولانا علی اکبر صاحب (فاضل اکوڑہ خٹک)، مولوی عبدالقدیر (فاضل دارالعلوم کوہاٹ)، مولوی امیر سعید شاہ صاحبان۔

مدرسہ ہذا کی اپنی عمارت کا کام عنقریب شروع ہونیوالا ہے مخیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ اس کار خیر میں حصہ لیں۔

(ناظم)

بقیہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(صفحہ ۱۹ سے)

طرح واقف تھے۔ مسیلمہ کے پاس بڑی فوج بھی تھی۔ اس کے مقابلہ کے لئے حضرت عکرمہؓ کو بھیجا گیا لیکن انہیں پسپا ہونا پڑا اور دربار خلافت سے مدد مانگی۔ اسی اثنا میں حضرت خالدؓ طلیحہ اور ام زبل کو شکست دے کر واپس مدینہ آ چکے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں عکرمہؓ کی مدد کے لئے بھیجا۔ جنگ کے دوران میں مرتدین کا ایک سردار نہار الرجال نامی قتل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر مرتدین نے زبردست حملہ کیا اور مسلمانوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا۔ اس پر خالدؓ بپھرے ہوئے شیر کی طرح جھپٹے۔ دشمن بوکھلا گیا اور اپنے جھوٹے نبی کو وہیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ خالد مسیلمہ کی طرف لپکے۔ کذاب یہ دیکھ کر بھاگ گیا اور ایک باغ میں جمع ہو کر مقابلہ کی تیاری شروع کر دی۔ بہادران اسلام اس باغ کی طرف بڑھے اور اوپر چڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔ ایک بہادر اسدؓ نے تو ایک ہی بلند جست لگائی اور باغ میں جا پہنچے۔ دشمنوں سے تنہا لڑتے بھڑتے پھاٹک تک جا پہنچے۔ اور دروازہ کھول دیا۔ بہادران اسلام اندر آ گئے اور دشمنوں کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا۔ اسی اثنا میں ایک بہادر نے اپنے نیزے کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ مسیلمہ کذاب زخمی ہو کر گر پڑا۔ اس کے گرتے ہی ایک بہادر نے اسے جہنم رسید کر دیا۔ اس کے قتل ہوتے ہی لوگ اس کذاب کو خاک و خون میں غلطاں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ لیکن حضرت خالدؓ نے ان کے تعاقب کا حکم نہ دیا۔

خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپکو اسلامی افواج کا سپہ سالار بنا دیا اور آپ کو ایران کی جانب کوچ کا حکم دیا چنانچہ آپ بانقیا اور بارسوما ہوتے ہوئے لیسؔ پہنچے۔ وہاں کے لوگوں نے دس ہزار دینار نذرانہ پر صلح کر لی۔ وہاں سے حیرہ پہنچے۔ وہاں کے حاکم نے نوّے ہزار درہم سالانہ جزیہ پر صلح کر لی۔ اہل حیرہ کے مطیع ہوتے ہی ارد گرد کے تمام گاؤں والوں نے جزیئے دینے قبول کر لئے۔ پھر حضرت خالدؓ ابلہ سے ہوتے ہوئے درۂ حفر پہنچے۔ وہاں ہرمز کے لشکر نے مقابلہ کیا۔ اور شکست کھائی اور مارا گیا۔ کفّار بھاگ گئے۔ ہرمز کی ٹوپی اور کپڑے سیف اللہؓ کو ملے۔ کہتے ہیں کہ ہرمز کی فقط ٹوپی ایک لاکھ درہم کی تھی۔ ہرمز کی بچی کھچی فوج اور نئی ایرانی فوج نے ندار پر ڈیرا ڈالا۔ بڑی خونریز جنگ ہوئی۔ آخر عجمیوں کو شکست ہوئی اور وہ تیس ہزار لاشیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔

کسکر کی فتح

:- جب اردشیر والئے ایران کو اپنی فوج کی شکست کا پتہ چلا۔ تو اس نے دو بہادر سرداروں کو انتقام لینے کی غرض سے بھیجا۔ انہوں نے کسکر کے نزدیک ولجہ میں ڈیرے ڈال دیئے اور آس پاس کے دہقانوں اور مشرکین عرب کو بھی اکٹھا کر لیا۔ بڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ سیف اللہؓ نے اپنی تھوڑی سی فوج کمین گاہوں میں چھپا رکھی تھی۔ اس نے نکل کر ہلّہ بول دیا۔ کفار بھاگ گئے انکا سردار بہمن قتل ہوا اور اندازغر بھاگ گیا۔ لیکن صحرائے لق و دق میں بھوکا پیاسا مر گیا۔

اس کے بعد آپ لیس کی طرف بڑھے۔ ایرانی لشکر کی ماتحتی میں آیا۔ لیکن انہوں نے عیسائی عربوں کی فوج کو آگے کھڑا کیا۔ لیکن شکست کھائی۔ اس کے بعد آپ الیشیا کی طرف گئے۔ عیسائیوں نے کچھ مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی۔ اسی اثنا میں حاکم حیرہ نے عہد شکنی کر کے شاہ فارس سے مدد طلب کی۔ جنگ شروع ہوئی تو حاکم حیرہ مارا گیا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ اب مسلمان بزور شمشیر حیرہ فتح کر لیں گے۔ تو انہوں نے صلح کر لی۔ علاوہ ازیں آپ نے انبار۔ عین التمر۔ مضیح۔ ثنی۔ بشیر۔ فراض۔ جابیہ۔ ارکہ۔ تدمر۔ حوران۔ سخنہ۔ بصرٰی۔ دمشق وغیرہ فتح کر لئے۔

معزولی

:- سیف اللہؓ اپنے زمانے کے سب سے بڑے جرنیل تھے۔ دنیا کے بڑے بڑے بہادر جب انکا نام سنتے تو کانپ اٹھتے۔ انہوں نے سَو سے زیادہ لڑائیوں میں حصّہ لیا۔ اور ہر میدان میں دشمن کو مات دی۔

ان کے جسم پر ایک انچ جگہ بھی ایسی نہ تھی جہاں تلوار یا تیر کے زخم کا نشان نہ ہو۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر جان تک قربان کرنے کو تیار رہتے۔ لیکن چونکہ وہ بشر تھے لہٰذا ان میں کچھ کمزوریاں بھی تھیں۔ ایک دفعہ آپ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ سے جھگڑ پڑے۔ اور عمارؓ کی شان میں کچھ سخت باتیں کہہ دیں۔ عمارؓ نے پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر انکی شکایت کی۔ اس وقت خالدؓ بھی بارگاہ نبوت میں موجود تھے۔ جب حضرت عمارؓ کو اپنے خلاف شکایت کرتے سنا تو پیغمبرؐ خدا کے سامنے برا بھلا کہنے لگے۔ حضورؐ نے سر مبارک اٹھایا اور رعب دار آواز میں فرمایا۔ جو شخص عمارؓ سے دشمنی رکھتا ہے۔ خدا اسے دشمنی رکھتا ہے۔ خالدؓ حضورؐ کا ارشاد سن کر کانپ اٹھے اور عمارؓ سے معافی مانگ لی۔ اس کے علاوہ آپ ذرا خود سر تھے اور کسی کی بات آسانی سے نہیں مانتے تھے۔ کیونکہ وہ ایک عظیم فوجی جرنیل تھے۔ حضرت ابوبکرؓ بڑے نرم دل تھے اور جانتے تھے کہ خالدؓ بن ولید بڑے ایماندار کارکن ہیں لیکن فاروق اعظمؓ سرکاری نظم و ضبط کے بڑے پابند تھے اور خالدؓ سیف اللہ کے ان طور طریقوں کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ خالدؓ ذاتی خرچ کے معاملہ میں بڑے فراخ دل واقع ہوئے تھے۔ مال غنیمت میں سے انہیں بڑی رقم ملی تھی۔ جسے انہوں بے دریغ لٹانا شروع کر دیا اور انہیں یہ بات یاد نہ رہی کہ اسلام اسراف اور فضول خرچی کی اجازت نہیں دیتا۔ اشعث بن قیس نامی شاعر نے آپکی تعریف میں ایک قصیدہ پڑھا تو اسے دس ہزار درہم انعام میں دے دیئے۔ ان وجوہ کی بنا پر حضرت عمرؓ نے امین الامت حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو لکھا کہ اگر انہوں نے یہ رقم سرکاری خزانہ سے دی ہے تو خیانت ہے اگر جیب خاص سے دی ہے تو اسراف ہے۔ لہٰذا وہ کسی طرح بھی سپہ سالاری کے لئے موزوں نہیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے یہ خط پڑھ کر حضرت خالد کے سر سے ان کی ٹوپی اتار لی اور ان کا عمامہ گلے میں ڈال دیا حضرت خالدؓ نے فرمایا۔ "میں امیر المؤمنین کا حکم مانتا ہوں" اور اسی طرح جوش و خروش سے لڑتے رہے۔ اسکے بعد آپ کو دربار خلافت میں طلب کیا گیا۔ یہ حکم ملتے ہی آپ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ وہاں سے آپ کو ایک صوبہ کا گورنر بنا کر بھیجا گیا۔ آپ ایک فوجی انسان تھے۔ ان کی زندگی کا زیادہ حصّہ میدانوں میں گزرا تھا۔ سیاسی معاملات میں آپ کو کوئی دلچسپی نہ تھی۔ آپ نے جوں توں کر کے ایک سال گزارا اور گورنری سے استعفٰی دے کر مدینہ شریف میں رہائش اختیار کر لی۔

وفات

:- ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
زجام دہر کل من علیہا فان
آخرکار پہنچوائے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ ۝

دنیا کے عظیم بہادر خالد رضی اللہ عنہ کی وفات کا مقررہ وقت آ گیا۔ آپ کی وفات حسرت آیات ۲۱ھ میں بمقام حمص، شام میں واقع ہوئی۔ بعض لوگ آپ کی وفات مدینہ منوّرہ میں بیان کرتے ہیں۔ لیکن یہ بیان صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ خالدؓ جیسے فنا فی الرسول کی مرقد کا مدینہ شریف میں کوئی نشان نہیں ملتا۔ بخلاف اس کے شہر حمص میں شمالی جانب فصیل کے باہر آپ کی قبر آج تک موجود ہے۔ جو مرجع خاص و عام ہے۔ وفات سے پہلے آپ نے اپنا گھوڑا۔ تلوار۔ نیزہ وغیرہ تمام جنگی ہتھیار مجاہدین کے لئے بیت المال میں جمع کروا دیئے تھے۔

بوقت وفات نہایت حسرت کے ساتھ فرمایا۔ الٰہی تیرے راز نیارے ہیں۔ شہادت کی بڑی تمنّا تھی۔ لیکن پوری نہ ہوئی۔ آپ کی وفات پر بنی مغیرہ کی عورتیں رونے لگیں۔ تو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ ایسے عظیم بہادر خالدؓ کی وفات پر جس قدر روئیں کم ہے۔ اور جس قدر غم کریں بجا ہے۔

بچوں کا صفحہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جناب عبدالشکور صاحب (گوجرانوالہ)

نام ونسب خالد سیف اللہ بنی مخزوم کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ باپ کا نام: ولید، سلسلۂ نسب: خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم، نام: خالد، کنیت: ابو سلیمان، لقب: سیف اللہ، والدہ کا نام: لبانہ تھا۔ جو اُمّ المومنین حضرت میمونہؓ کی قریبی رشتہ دار تھیں۔ آپ سنہ ہجری سے تقریباً ۳۱ برس پیشتر یعنی کہ ہادئ اسلامؐ کی ولادت باسعادت کے ۲۲ سال بعد بمقام مکّہ معظّمہ پیدا ہوئے۔

زمانہ شباب آپ بنی مخزوم جیسے باعزّت اور متمول خاندان میں پیدا ہُوئے تھے۔ آپ کی پرورش بڑے ناز و نعم سے ہوئی تھی۔ آپ کو فنّ سپہ گری میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ اپنے آغازِ شباب یعنی اٹھارہ برس کی عمر میں ہی اپنے خاندان کی اہم خدمات سرانجام دینے لگے تھے۔

غزوہ اُحد غزوۂ اُحد میں آپ ۳۳ برس کی عمر میں قریش مکّہ کی طرف سے بڑی شجاعت سے لڑے اور انہی کی وجہ سے مشرکین کے اُکھڑے ہوئے پاؤں دوبارہ جمے۔ مشرکین کی فوج میں آپ کو میمنہ (دائیں بازو) پر مقرر کیا گیا تھا۔

اسلام لانا رسول مقبول صلّی اللہ علیہ و سلّم کے ساتھ صحابۂ کرام کی گہری عقیدت دیکھ کر حضرت خالدؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کے دلوں پر اثر ہُوا اور وہ کچھ عرصہ بعد حضور صلعم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام جیسے سچّے مذہب کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

غزوۂ موتہ میں شرکت حضرت خالدؓ ایمان لانے کے بعد سب سے پہلے سریۂ موتہ میں شریک ہوئے جو کہ شرجیل بن عمرو غسانی اور مسلمانوں کے درمیان ہُوا۔ شرجیل نے حضور پُر نور صلعم کے قاصد حضرت حارثؓ بن عمیر ازدی کو شہید کر دیا۔ چنانچہ آپ نے زید بن حارثؓ کی سرکردگی میں لشکرِ اسلام بھیجا۔ آپ نے فرمایا" اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر طیار بن ابی طالب کو سپہ سالار بنایا جائے۔ اگر وہ بھی شہید ہوں تو عبداللہ بن رواحہؓ کو اپنا علمبردار بنانا"۔ ادھر شرجیل کی امداد ہرقل روم کر رہا تھا۔ اس نے ایک لاکھ رُومیوں اور عیسائی عربوں کا لشکر بھیجا۔ لیکن اس کے بالمقابل صرف دو ہزار جانبازانِ اسلام تھے۔ جنگ شروع ہوئی۔ تمام سپہ سالارانِ اسلام ایک ایک کر کے شہید ہو گئے۔ ابن رواحہؓ کی شہادت کے بعد علم اسلام گرنے کو ہی تھا کہ ثابتؓ بن ارقم انصاری نے علم تھام کر کہا کہ مسلمانو! اب تم اپنے میں سے ایک شخص کی سرداری قبول کرو۔ لوگوں نے کہا کہ آپ ہی علمبردار ہیں۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ میں اس منصب کے لائق نہیں۔ میرے خیال میں خالدؓ بن ولید ہی اس کے اہل ہیں۔ چنانچہ آپ نے علم سنبھالتے ہی اس جوش و خروش سے حملہ کیا کہ کفّار کے چھکّے چھُوٹ گئے اور ایک لاکھ لشکر جرّار کے پاؤں ڈگمگانے لگے۔ چونکہ اب رات ہو گئی تھی اس لئے مجبوراً لڑائی بند کرنا پڑی۔ دُوسرے دن آپ نے اسلامی فوج کو اس طرح ترتیب دیا کہ پچھلی صفوں کو آگے کر دیا۔ دشمنانِ اسلام کے دل دہل گئے۔ وہ سمجھے کہ شاید مسلمانوں کی نئی فوج آ گئی ہے۔ آخر کفّار کو شکست ہوئی اور آپ فتح و کامرانی سے لَوٹے۔ اس کے صلہ میں آپ کو سیف اللہ کا لقب ملا۔

فتح مکّہ میں بھی آپ میمنہ کے افسر تھے جب آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بڑھے تو عکرمہؓ بن ابی جہل اور بنی بکر کے لوگوں نے راستہ روک کر تیر برسائے۔ بہادر خالدؓ تلوار سونت کر لپکے اور ۲۸ مشرکین تہ تیغ کر دیئے۔ جب آپ سے پُوچھا گیا تو کہا" یا حضرت! ابتدا قریش کی طرف سے ہوئی تھی"۔

غزوۂ حنین میں آپ مقدمۃ الجیش کے امیر تھے۔ اس میں بھی آپ بڑی بہادری سے لڑے۔ اس کے بعد غزوۂ تبوک میں بھی شامل ہوئے۔ لیکن چونکہ غنیم بھاگ گیا تھا اس لئے لڑائی نہ ہوئی۔ یہاں کے لوگ حضور سرور کائنات کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئے۔ اکثر تو مسلمان ہو گئے باقی نے اطاعت قبول کر لی۔ صرف رومۃ الجندل کا رئیس اکیدر بن عبدالملک نے مسلمان ہونے یا اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے سیف اللہ کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ جب حضرت خالدؓ رومۃ الجندل کے قلعہ کے سامنے پہنچے تو پتہ چلا کہ اکیدر تو شکار کے لئے گیا ہُوا ہے۔ لیکن اس کا بھائی موجود ہے۔ اس نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ شکست کھائی اور مارا گیا۔ جب اکیدر کو اپنے بھائی کے مارے جانے کا پتہ چلا تو اس نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن گرفتار ہو گیا۔ اسے دربارِ نبوّت میں پیش کیا گیا۔ حضورؐ اس سے بڑی مہربانی سے پیش آئے اور اسے اپنے علاقے میں جانے کی اجازت دے دی۔ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو حضور پُرنور صلعم نے وصال فرمایا۔ اسی اثنا میں یمن میں اسود عیبنی، یمامہ میں مسیلمہ کذّاب اور بنی اسد میں طلیحہ نبوّت کے دعوے دار بن بیٹھے۔ آپ کو طلیحہ کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔ طلیحہ کے ساتھ بنی طے، بنی اسد، بنو حنیفہ بھی تھے۔ حضرت عدیؓ بن حاتم کے کہنے سُننے سے بنی طے اور بنو حنیفہ تو مسلمان ہو گئے اور طلیحہ کا ساتھ چھوڑ گئے۔ لیکن پھر بھی طلیحہ کے جھنڈے تلے عرب کے نامی گرامی پہلوان جمع تھے۔ آخر طلیحہ کو شکست ہوئی اور وہ اپنی بیوی نوار کو لے کر بھاگ گیا اور تائب ہو گیا۔ اسی طرح مسیلمہ کذّاب بھی نبی بن بیٹھا۔ وہ حضورؐ کی جس سُنّت کو سُنتا اس کی نقل کر لیتا۔ اس کے ساتھ ایسے آدمی بھی تھے جو کسی وقت حضورؐ کے ساتھ رہ چکے تھے اور اسلام سے اچھّی

(بقیہ بر صفحہ ۱۸)

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

سالانہ گیارہ روپے ✤ ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن چٹھی نمبری ۹/۲۱/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولانا عبید اللہ پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔